خاصانِ خدا

کی

نماز

نماز میں ہمارا دل کیوں نہیں لگتا؟ ہمیں نماز میں روحانی لذت کیوں حاصل نہیں ہوتی! اور ہم نماز کی روحانی خیر و برکت سے کیوں محروم ہیں؟ ہمیں نماز کی لذت اور خیر و برکت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

ان سوالوں کا جواب آپ کو "خاصانِ خدا کی نماز" میں ملے گا جسمیں تفصیل سے درج ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام، ائمہ و اولیاء عظام کس طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔

از

ابو محمد امام الدین

مکتبۂ تحفظ ملت۔ رام نگر بنارس

قیمت ۱۲/

فہرست

(علمی الیکٹرک مشین پریس بنارس)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ہر چیز کی دو حالتیں ہوتی ہیں، ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ انسان بھی ظاہر و باطن کا مجموعہ ہے۔ جسم انسان کا ظاہر ہے اور روح اس کی باطن ہے حقیقت، باطن اور روح کی ہے۔ بے روح کا جسم کسی کام کا نہیں ہوتا۔ لیکن جسم کی اہمیت بھی کم نہیں، جسم ہی کے پیکر میں روح جلوہ گر ہوتی ہے۔ اگر جسم نہ ہو تو روح کا عدم اور وجود برابر ہے۔

نماز بھی دونوں حالتیں رکھتی ہے، ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ قیام و قعود اور رکوع و سجود کا مجموعہ نماز کا ظاہر یا اس کا جسم ہے اور خشوع و خضوع اور حضور قلب اور توجہ الی اللہ نماز کا باطن یا اس کی روح ہے — نماز کے لئے بھی جسم اور روح دونوں ہی کی ضرورت ہے۔ اور نماز میں خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ نہ ہو تو، نماز ایک جسم بے روح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس نماز کو مسلمانوں کے لئے فلاح و سعادت کا ذریعہ قرار دیا ہے وہ نماز بالخشوع ہے — ارشاد ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ بلاشبہ وہ مسلمان فلاح یاب ہیں،

جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

خشوع کیا ہے؟ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "خاشعون" کی تفسیر "ساکنون خائفون" فرمائی ہے — پیکرِ سکون بن کر اور ہیبت جلال الٰہی سے معمور ہو کر نماز پڑھنے والے۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ہم کسی ہیبت و جلال کے مقام پر کھڑے ہو جائیں تو ہمارے جسم و دماغ پر کیسی حالت طاری ہو جائے گی؟ ایسی ہی حالت کو خشوع کہتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اسی خشوع کو روحِ نماز سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی حقیقت ان لفظوں میں بیان کی ہے۔

روح الصلوٰۃ ھی الحضور مع اللہ والاستشراف للجبروت والتذکر لجلال اللہ مع تعظیم ممزوج بمحبۃ وطمانینۃ +	نماز کی روح خدا کے سامنے حضوری اور اس کی جبروت و جلال کا ایسا تصور اور دھیان ہے جس میں تعظیم کے ساتھ محبت و طمانیت شامل ہو
حجۃ اللہ البالغہ	

خشوع کی حقیقت دِل کی یہی حالت ہے اور اس کی ظاہری علامت سکون و ادب کے ساتھ کھڑا ہونا اور سر، بازو، نگاہ کو جھکا ہوا اور آواز کو پست رکھنا ہے۔ یعنی نمازی کی ہر ادا سے خدا کے حضور، اسکے عجز و تذلل کا اظہار ہو۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی ہے کہ نماز ادب و سکون کے ساتھ پڑھی جائے اور ہر رکن اطمینان کے ساتھ اچھی طرح ادا کیا جائے۔ بیدلی اور عجلت کے ساتھ نماز پڑھنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے اور ایسی نماز کو نامقبول ہی نہیں موجب وبال بھی بتایا گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

فمن صلی الصلوٰت لوقتہا واسبغ لہا وضوءھا واتم لہا قیامھا وخشوعھا ورکوعھا وسجودھا خرجت وھی بیضاء مسفرۃ تقول حفظک اللہ کما حفظتنی ومن صلاھا لغیر وقتہا ولم یسبغ لہا وضوءھا ولم یتم لہا خشوعھا ولا رکوعھا ولا سجودھا خرجت وھی سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتیٰ اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھہ ۔

(فضائل نماز بحوالہ طبرانی وغیرہ)

جس نے وقت پر نمازیں پڑھیں اور ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور خشوع کے ساتھ اچھی طرح قیام، رکوع، اور سجدہ کیا تو وہ نماز روشن اور چمکدار ہو کر نکلتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ جس طرح تو نے میری حفاظت کی، اسی طرح اللہ تیری حفاظت کرے، اور جس شخص نے وقت ٹال کر نمازیں پڑھیں اور ان کے لئے نہ اچھی طرح وضو کیا اور نہ خشوع وخضوع کے ساتھ ان کا رکوع اور سجدہ کیا تو وہ نماز کالی کلوٹی ہو کر نکلتی ہے اور نمازی کو بد دعا دیتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا، خدا تجھے بھی ضائع کرے۔ پھر وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منھ پر ماری جاتی ہے۔

مشہور باخدا بزرگ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوتے تو دونوں ہاتھوں سے اپنا منھ چھپا لیتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا "ڈرتا ہوں کہ میری نماز میرے منھ پر نہ ماردی جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر آکر سلام کیا آپ نے

سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ جاؤ، پھر نماز پڑھو، تمہاری نماز نہیں ہوئی (تین بار ایسا ہی ہوا کہ وہ نماز پڑھ کر آیا اور آپ نے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا) اس کے بعد اس نے عرض کیا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو دینِ حق دے کر بھیجا ہے مجھے اس کے سوا اچھی نماز نہیں آتی۔ لہٰذا مجھے سکھا دیجئے۔ حضور نے فرمایا۔

"جب تم نماز کو کھڑے ہو تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو جاؤ، پھر تکبیر کہو، پھر قرآن کا جو حصہ تمہیں پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور تمہارا رکوع اطمینان کے ساتھ ہو۔ پھر رکوع سے اٹھکر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدے میں جاؤ اور تمہارا سجدہ پورے اطمینان سے ہو۔ پھر سجدے سے اٹھکر بیٹھو اور اس بیٹھنے میں بھی اطمینان ہو۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرو اور یہ سجدہ بھی اسی طرح اطمینان کے ساتھ ہو۔ پھر اسی طرح اپنی پوری نماز میں کرو۔ (یعنی اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرو)

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کی ایک جماعت کے ساتھ آپ مسجد میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک شخص آکر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا اور لگا جلدی جلدی رکوع کرنے اور سجدے میں ٹھونگیں سی مارنے۔ حضور اس کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ "تم اس شخص کو دیکھتے ہو، اگر یہ ایسی ہی نماز پڑھتا ہوا مر گیا تو دینِ محمدی پر نہیں مرے گا۔ یہ نماز میں ایسی ٹھونگیں مارتا ہے جیسا کوا خون میں جلدی جلدی چونچیں مارتا ہے۔ (کتاب الصلوٰۃ ابن قیم)

ایک اور حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بعض آدمی ساٹھ ساٹھ سال نمازیں پڑھتے ہیں اور فی الحقیقت ان کی ایک

نماز بھی نہیں ہوتی۔ عرض کیا گیا کہ یہ کیسے؟ ارشاد فرمایا کہ "وہ رکوع ٹھیک کرتے ہیں تو سجدہ پورا نہیں کرتے اور سجدہ پورا کرتے ہیں تو رکوع پورا نہیں کرتے۔"

امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن قیم علیہ الرحمۃ نے اپنی اپنی کتاب "کتاب الصلوٰۃ" میں ان روایتوں کو نقل فرمایا ہے۔

اس طرح نماز پڑھنے والے ہی کی خرابی نہیں ہے بلکہ جو شخص کسی کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھے اور منع نہ کرے وہ بھی گنہگار ہوگا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کو دیکھے کہ وہ اپنی نماز کو خراب کر رہا ہے اور اسے منع نہ کرے تو اس کے گناہ اور اس کے وبال میں وہ بھی شریک ہوگا۔

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تنہا ایسی نماز پڑھتا ہے اور اسے کوئی دیکھتا نہیں تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔ اور لوگ اسے دیکھتے ہیں اور وہ نماز کو خراب کرتا ہے اور رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہیں کرتا، تو اس کا گناہ سب پر ہوگا۔

ایک حدیث میں اچھی طرح رکوع اور سجدہ نہ کرنے والے کو "نماز کا چور" کہا گیا ہے اور ایسے شخص کو نصیحت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (کتاب الصلوٰۃ امام احمدؒ)

البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایسے شخص کو مستحسن طریقے سے سمجھایا جائے تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

خشوع ایمان و اسلام کی جان ہے۔ حدیثوں میں قیامت کے نزدیک جن چیزوں کے اٹھائے جانے کی خبر ہے ان میں خشوع بھی ہے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے خشوع اٹھا لیا جائے گا، کہ بھری مسجد میں ایک شخص بھی خشوع سے

نماز پڑھنے والا نہ ہوگا۔ (فضائل نماز)

یہی بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ افسوس کہ آج ہم سب کا یہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خشوع و خضوع حاصل کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر موقوف ہے۔ اور چونکہ یہ ایک مومن کی احتیاج ہے، اس لئے اللہ سے اس کی طلب کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے ایک مسلمان کے خود کرنے کے کام یہ ہیں :-

۱۔ خدا، آخرت اور خدا کے سامنے حاضری کے عقیدہ و تصور کو برابر تازہ کرتا رہے۔ اس کی طرف سے دل و دماغ پر غفلت نہ طاری ہونے پائے۔

۲۔ جن آیتوں اور حدیثوں میں قیامت، خدا کے سامنے حاضری، اس روز کے حساب و کتاب اور جزا و سزا کا بیان ہے اور جن میں خدا کی خوشنودی کے حصول کا شوق اور اس کے قہر و عتاب کا خوف دلایا گیا ہے ــــ ان کو مطالعہ میں رکھے۔

۳۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور خاصانِ خدا کی نمازوں کے احوال و کوائف کا مطالعہ کرتا رہے۔

۴۔ جس وقت نماز کے لئے وضو کرے اسی وقت سے یہ تصور قائم کرلے کہ ہم خدا کے حضور حاضری دینے جا رہے ہیں اور جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو دل میں حاضری کا تصور موجود ہو اور جب جب خیال اِدھر اُدھر بھٹکے، اسے پھر حضوری کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اس کی فکر رکھی جائے کہ دل غافل نہ ہونے پائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ نماز کا وقت آتا تو ان کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا،

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا، اس کا سبب کیا تھا؟ یہی، خدا کے سامنے حاضری کا تصور، یہ تصور جتنا قوی ہوگا اتنا ہی خشوع ہوگا۔

۵۔ نماز میں جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں، ان کے معنی سمجھے جائیں اور نماز میں ان کو دھیان میں رکھا جائے۔

نماز کیا ہے؟ خدا کے ساتھ سرگوشی اور اس کے حضور میں عرض والتماس، پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ مسلمان خدا سے جو عرض والتجا کرتے ہیں، اسے سمجھنا ضروری خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ اس کے بغیر نماز ناقص رہ جاتی ہے۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

لیس للعبد من صلوته الا ما عقل منها	بندے کا اپنی نماز میں اتنا ہی حصہ ہے جتنا وہ اس میں سے سمجھتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الصلوۃ واحکام تارکہا" میں روایت کے الفاظ اس طرح آئے ہیں:۔

لیس لك من صلوتك الا ما عقلت منها	تیری نماز میں تیرا اتنا ہی حصہ ہے جتنا تو اس میں سمجھتا ہے۔

علامہ ابن قیم نے اس کی تشریح اس طرح فرمائی ہے:۔

اگر نمازی نے نماز کے کسی ایک جزو کو سمجھا تو اس کو اسی جزو کے مطابق ثواب ملے گا۔ اگرچہ نماز کی فرضیت کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔ (حقیقتِ نماز)

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ سمجھ کر نماز پڑھنے کی کتنی اہمیت ہے اور نماز

میں خشوع حاصل ہونے کے لئے تو یہ از بس ضروری ہے۔

لوگ اسی ناسمجھی کی حالت میں زندگیاں گذار دیتے ہیں، حالانکہ اگر آدمی نماز کے مرتبے کو سمجھے تو چند ہفتوں میں نماز میں پڑھی جانے والی چیزوں کے معنی سیکھ سکتا ہے۔

۶۔ نماز کے سارے حالات میں حضوری کا تصور قائم کیا جائے یعنی قیام کی حالت میں یہ تصور ہو کہ ہم خدا کے سامنے ایک کمتر بندۂ فرمان کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ رکوع کی حالت میں یہ تصور رکہ ہم خدا کے سامنے جھکے ہوئے ہیں، سجدے کی حالت میں یہ تصور رکہ ہم خدا کے عاجز اور ذلیل بندے ہیں اور اپنی پیشانی اور ناک اس کے سامنے زمین پر رگڑ رہے ہیں، قعدہ کی حالت میں یہ تصور ہو کہ ہم اس کی سرکار میں ایک بے حقیقت غلام کی طرح حاضر ہیں۔

۷۔ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خشوع وخضوع کے حصول کا ایک طریقہ یہ بتایا ہے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانوں اور اس کی نعمتوں کو یاد کرو، اور سوچو کہ اس نے اپنی نعمتوں سے تم کو کس طرح نوازا اور تم نے اس کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کیا۔ لہٰذا اس کے سامنے گڑگڑاؤ اور اپنی پستی اور ذلت کا اعتراف کرو۔

• حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو ایک حقیر وذلیل شخص کی طرح اپنے نفس کی مذمت کرتا ہوا کھڑا ہو۔ اس لئے کہ نفس اسی کا مستحق ہے اور جب مجھ سے دعا مانگ تو اس طرح کہ تیرے جسم پر لرزہ طاری ہو۔

یہی وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجی گئی تھی۔ (کتاب الصلوٰۃ امام احمد)

یہی وہ نماز ہے جو انسان کو فحش اور ناز یبا افعال سے پاک کر دیتی ہے اور خاصانِ خدا ایسی ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ غفلت اور بے توجہی سے پڑھی ہوئی نماز نہ خدا کی بارگاہِ قدس میں درجۂ قبول حاصل کر سکتی ہے۔ اور نہ وہ نتائج و برکات حاصل ہو سکتے ہیں، جو نماز کا خاصہ ہیں۔

(۸) خشوع کے حصول کا سب سے کامیاب طریقہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔ اور سب سے جامع و مانع طریقہ وہی ہے، حضور کا ارشاد مبارک ہے:۔

ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراہ۔ (صحیحین)

تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے اپنے سامنے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

بس یہی وہ تصور ہے جس کو نماز کے تمام ارکان و افعال میں قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جتنے درجے میں یہ تصور قائم ہوگا، اتنے ہی درجہ کا خشوع پیدا ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیغمبرانہ تعلیم پر عمل کر کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء و مشائخ کی ایک بڑی جماعت خشوع کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور ارشاد سے حصولِ خشوع کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک صحابی نے حضور سے عرض کیا کہ مجھے کچھ ہدایت فرمائیے۔ ارشاد ہوا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تمہاری نماز ایسی ہونی چاہیئے کہ معلوم ہو کہ تم اس وقت مر رہے ہو اور دُنیا چھوڑ رہے ہو۔ (مسند احمد) کتنا حکیمانہ ارشاد ہے۔

آئندہ اوراق میں خاصانِ خدا کی نماز کے ایسے ہی روح پرور واقعات جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایکبار اس کتاب کو دیکھکر اس سے فراغت

حاصل نہ کرلی جائے، اس کا بار بار مطالعہ کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام اور ائمہ و اولیاء کی نمازوں کے واقعات الگ الگ جمع کئے گئے ہیں اور مختلف ذیلی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ جس وقت جس قسم کے واقعات کے مطالعہ کی طرف زیادہ رغبت پائی جائے اس وقت اس قسم کے واقعات کو مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کسی چیز کے زیادہ مطالعہ سے بھی طبیعت سیر ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں اس چیز کا کیف و اثر کم ہو جاتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب یہ کیفیت محسوس ہو تو کچھ دنوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ چھوڑ دینا چاہیئے اور کچھ وقفہ کے بعد پھر مطالعہ کرنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مطالعہ سے پھر قلب میں تازگی اور روح میں زندگی محسوس ہوگی ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

حالانکہ یہ قصے کبھی پارینہ ہونے والے نہیں، باغ ایمانی کے سدا بہار پھول ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے گنہگار اور غافل مولف اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو ایسی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، جو اس کے حضور میں قبولیت کے لائق ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

رام نگر بنارس
ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

بندۂ کمترین
امام الدین

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

حدیثوں میں آیا ہے کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں، کلمۂ شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزۂ رمضان، اور حج یعنی کلمۂ شہادت کے بعد فوراً جو چیز فرض ہو جاتی ہے وہ نماز ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت پر فائز ہوتے ہی نماز فرض ہو گئی لیکن مخالفین اسلام کا اتنا غلبہ تھا کہ تین برس تک اسلام کی دعوت عام نہ ہوئی پوشیدہ طور پر خاص خاص ملنے جلنے والوں کو جن سے گہرے تعلقات تھے دعوت دیجاتی رہی، اسلئے ابتدا میں دن میں کوئی نماز فرض نہیں ہوئی، صرف رات میں دیر تک نماز پڑھنے کا حکم ہوا سورہ مزمل کی ابتدائی آیتوں میں یہ حکم اس طرح ہے

يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا
قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ
الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا + إِنَّا سَنُلْقِي
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا + إِنَّ
نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَ

اے کملی اوڑھ کر سونے والے! رات کو اٹھکر نماز پڑھا
کرو مگر (یہ پوری رات ضروری نہیں) تھوڑا
دار لم بھی کر لیا کرو (یعنی) آدھی رات (قیام کیا کرو)
یا اس میں بھی کچھ کم کر دیا کرو، یا اس سے کچھ بڑھا دیا
کرو، اور قرآن کو (نماز میں) خوب ٹھہر ٹھہر کر
پڑھا کرو، ہم عنقریب تم پر ایک بھاری بات ڈالنے (

وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ
لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ
تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

ڈالنے والے ہیں، رات کا اٹھنا نفس کو خوب
زیر کرتا ہے، اور یہ وقت دعا کیلئے بھی زیادہ
مناسب ہے، دن میں تم کو زیادہ مشغولیت رہتی
ہے اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کرو، اور
سب سے بے تعلق ہو کر اسی کے ہو رہو،

وہ بھاری بات جس کے بوجھ کا اوپر کی آیتوں میں ذکر ہے اسلام کی دعوت عام کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے جس کا بار عظیم حضور پر ڈالا گیا تھا؟

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی دعوت و اقامتِ دین کی تیاری میں نماز کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس بڑے کام کی استعداد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ داعی نماز کا اہتمام ملحوظ رکھے، نماز تعلق باللہ اور اس کی حضوری کے تصور میں سب سے زیادہ مدد و معاون ہوتی ہے اور دین کی جدوجہد کی راہ کا سب سے بڑا ساماں یہی ہے، شب کی نماز کے بعد صبح و شام دو دو رکعتیں فرض ہوئیں،

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً
وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا
طَوِيلًا (دھر)

صبح و شام اپنے پروردگار کا نام یاد
کیا کرو اور رات کے وقت دیر تک
اس کو سجدہ کیا کرو اور اس کی
تسبیح کیا کرو،

رات کو اٹھ کر دیر تک نماز پڑھنے کا حکم ایک سال تک باقی رہا اس کے بعد رات کی نماز فرض کے بجائے نفل ہو گئی، سورہ مزمل کے آخر میں ہے
دا سے رسول تمھارا پروردگار جانتا ہے کہ تم دو تہائی رات سے کم اور

آدھی رات اور تہائی رات تک نماز پڑھا کرتے ہو، اور لوگوں کی ایک جماعت بھی (نماز میں) تمھارے ساتھ ہوتی ہے، خدا ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے، اس نے جان لیا کہ تم اس کو گن نہیں سکتے، اس نے تم پر مہربانی کی، اب تم سے جتنا ہو سکے (نماز میں) اتنا ہی قرآن پڑھا کرو۔"

بعد میں اسی نماز کا نام تہجد ہوا، اوپر کے حکم کے آنے کے بعد یہ نماز نفل ہو گئی۔ اور فجر، مغرب اور عشا تین وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔

نبوت کے پانچویں سال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا شرف حاصل ہوا، اسی معراج میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں،

لیکن رکعتیں اب بھی دو ہی رہیں، ہجرت مدینہ کے بعد جب کچھ اطمینان ہوا تو ظہر، عصر اور عشا میں دو کے بجائے چار رکعتیں فرض ہوئیں (خلاصہ سیرۃ النبی جلد ۵ صفحہ ۱۰۰ تا ۱۱۰)

تہجد کے نفل ہو جانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب میں کثرت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور بڑی بڑی قرات کیا کرتے تھے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (شب میں) اسقدر نماز پڑھا کرتے تھے کہ حضور کے پاؤں ورم کر گئے تھے کسی نے عرض کیا آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں، آپ کے گذشتہ اور آیندہ گناہ تو اللہ تعالے بخش چکا ہے حضور نے فرمایا تو کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

ایک بار ایک شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو بیان کیجئے حضرت صدیقہ نے فرمایا حضور کی کون سی بات عجیب نہ تھی؟ سب ہی باتیں تو عجیب ہی تھیں

چنانچہ ایک شب کا واقعہ ہے کہ حضور میرے پاس تشریف لائے اور لیٹ گئے، پھر فرمایا، مجھے چھوڑ دو، میں اپنے رب کی عبادت کروں، یہ فرما کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کیا، یہاں تک کہ آنسو بہہ کر سینۂ مبارک تک آگئے، پھر رکوع کیا اور رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے، پھر سجدہ کیا، اور سجدہ میں بھی گریہ جاری رہا، اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی روتے ہی رہے، یہاں تک کہ بلال نے آکر نماز فجر کے لئے آواز دی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس قدر روتے ہیں، حالانکہ آپ معصوم ہیں آپ کے گذشتہ اور آئندہ سارے گناہوں کی (اگر وہ ہوں بھی تو) اللہ تعالیٰ مغفرت کا وعدہ فرما چکا ہے حضور نے فرمایا۔ تو کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں (بخاری)

حضور کی یہی ادائے بندگی تھی جو خدا کو اس قدر پسند تھی کہ اس نے حضور کو اپنے پاک کلام میں جا بجا "بندہ" کے پیارے لقب سے یاد فرمایا ہے

حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، حضور نے مسواک کی، وضو فرمایا، اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، میں بھی حضور کے ساتھ نماز میں شریک ہوا، حضورؐ نے ایک رکعت میں پوری سورہ بقرہ پڑھ ڈالی، جہاں رحمت کی آیت آتی، ٹھہر جاتے اور دیر تک رحمت کی دعا مانگتے رہتے، اور جہاں عذاب کی آیت آتی وہاں بھی رک جاتے اور دیر تک عذاب سے پناہ کی دعا مانگتے، سورہ کے آخر پر رکوع کیا، اور اتنی دیر تک رکوع میں رہے جتنی دیر سورہ بقرہ کی قرأت میں لگی تھی، اور رکوع میں سبحان ذی الجبروت والملکوت والعظمۃ پڑھتے تھے، رکوع کے بعد اتنا ہی طویل سجدہ کیا، دوسری رکعت میں سورہ آل عمران پڑھی اسی طرح ہر رکعت میں پوری ایک سورہ پڑھتے رہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات مجھ کو حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا، حضورؐ نے سورہ بقرہ شروع کی، میں نے سمجھا آپ سو آیتوں تک پڑھیں گے، لیکن آپ ان کو پڑھ کر آگے بڑھے تو میں نے دل میں کہا شائد آپ پوری سورہ ایک ہی رکعت میں ختم کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ جب آپ نے اس سورہ کو ختم کیا تو میں نے خیال کیا اب آپ رکوع کریں گے، لیکن آپ نے فوراً سورۂ آل عمران شروع کر دی اور وہ بھی ختم ہو گئی تو سورۂ نساء شروع کر دی، حضور بہت ٹھہر ٹھہر کر نہایت سکون و اطمینان سے قرأت فرما رہے تھے اور ہر آیت کے مضمون کے مطابق درمیان درمیان میں تسبیح اور دعا کرتے جاتے تھے، اس کے بعد حضور نے رکوع کیا، رکوع میں بھی قیام کے برابر توقف فرمایا، پھر کھڑے ہوئے اور اتنی ہی دیر کھڑے رہے، پھر سجدہ کیا اور سجدے میں بھی اسی قدر دیر فرمائی (صحیح مسلم و نسائی وغیرہ)

معلوم ہوتا ہے اس نماز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے، کیونکہ اسی سے ملتا جلتا واقعہ حضرت علی نے بھی بیان کیا ہے۔

حضرت ابو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز تہجد پڑھی، حضور نماز میں داخل ہوئے تو آپ نے کہا اللہ اکبر ذوالملکوت والجبروت، والکبریاء والعظمۃ، اس کے بعد حضور نے سورہ بقرہ پڑھ کر رکوع کیا، آپ کا رکوع تقریباً قیام کے برابر طویل تھا، آپ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم۔ سبحان العظیم پڑھا، پھر رکوع سے سر اٹھایا، یہ قیام بھی تقریباً رکوع کے برابر تھا اس میں آپ پڑھتے تھے لربی الحمد لربی الحمد، پھر آپ نے سجدہ کیا، آپ کا سجدہ تقریباً قیام کے برابر ہی طویل تھا، آپ سجدے میں پڑھتے تھے سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور دونوں سجدوں کے درمیان تقریباً سجدے کے برابر بیٹھے

اور یہ پڑھتے رہے۔ رب اغفرلی۔ رب اغفرلی۔ حضور نے (اس نماز میں) سورہ بقرہ، آل عمران، نساء، اور قائدہ پڑھی یا مائدہ کی جگہ سورہ انعام تھی (شمائل ترمذی)

مختلف صحابۂ کرام کے بیانوں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً اسی ذوق و شوق اور طول قرات کے ساتھ تہجد پڑھا کرتے تھے اس نماز کی لذت کو حضور کے سوا اور کون جان سکتا ہے؟۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اتنی دیر تک قیام فرمایا کہ میرے دل میں برا ارادہ پیدا ہو گیا، ان سے پوچھا گیا کہ وہ بڑا ارادہ کیا تھا، انھوں نے کہا کہ میں بیٹھ جاؤں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دوں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ اس میں بہت دیر تک سجدہ میں رہے یہاں تک کہ اس طویل سجدہ کی وجہ سے میں نے گمان کیا کہ آپ کا وصال ہو گیا جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں اٹھی اور حضور کے انگوٹھے کو ہلایا تو اس میں حرکت ہوئی اور میں لوٹ گئی، میں نے سنا آپ سجدہ میں کہہ رہے تھے۔

اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك منك اليك لا احصی ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك۔

خدایا میں تیری عقوبت سے بچنے کے لئے تیرے عفو کی پناہ پکڑتا ہوں، اور تیرے غصے سے بچنے کے لئے تیری رضا کی پناہ لیتا ہوں۔ اور تجھ سے بچنے کے لئے تجھی سے اور تیری ہی جانب پناہ پکڑتا ہوں مجھ سے تیری حمد و ثنا کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان فرمائی ہے۔

جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو فرمایا، کیوں عائشہ تم نے یہ گمان کیا کہ اللہ کے نبی نے تمہارے ساتھ غدر کیا؟

میں نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ، میں نے آپ کے طویل سجدہ کی وجہ سے یہ گمان کیا کہ آپ کا وصال ہو گیا (بیہقی)

تہجد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اتنی بلند ہوتی تھی کہ آواز دور دور تک جاتی، اور لوگ اپنے بستروں پر پڑے حضورؐ کی قرأت سنتے، کبھی کبھی ایسی آیات آجاتی کہ آپ اس کے کیف و اثر میں محو ہو جاتے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضور نے نماز میں یہ آیت پڑھی

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔

حضور پر اس آیت کا ایسا اثر ہوا کہ صبح تک یہی آیت پڑھتے رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارکانِ نماز کو خوب سکون و اطمینان سے ادا کیا کرتے تھے۔ نماز کے ارکان میں سب سے کم وقفہ رکوع کے بعد کے قیام میں ہوتا ہے لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رکوع کے بعد اتنی دیر قیام کرتے کہ ہم لوگ سمجھتے تھے آپ سجدے میں جانا بھول گئے (سیرۃ النبی جلد دوم)

خشوع نماز کی روح ہے۔ اور حضور سے زیادہ خاشع کون ہو سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ اپنے والد حضرت شیخر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گیا اس وقت حضور نماز پڑھ رہے تھے اور فرط گریہ سے

حضورؐ کے اندر سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے دیگ کے جوش کرنے کی آواز۔ (شمائل ترمذی)

حضرت مطرفؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہیں اور آپ پر گریہ طاری ہے اور سینہ میں گرمی کی وجہ سے ایسی آواز تھی جیسے ہانڈی جوش مارتی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک شب حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے جو ان کی خالہ تھیں حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے طول میں لیٹے اور سو گئے، آدھی رات گئے یا اس سے کچھ پہلے یا اس سے کچھ دیر بعد آپ بیدار ہوئے، اور چہرۂ مبارک پر ہاتھ مل کر نیند کے اثر کو زائل کیا، اس کے بعد آپ نے سورۂ آلِ عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھیں اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور لٹکی ہوئی مشک کے پاس گئے اس سے خوب اچھی طرح وضو کر کے آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، یہ دیکھکر میں بھی اٹھ بیٹھا اور وضو کر کے آپ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور بائیں ہاتھ سے میرا دایاں کان پکڑ کر مجھے (بائیں جانب سے دائیں جانب) پھیر لیا، پھر آپ نے دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت پھر دو رکعت اور پھر دو رکعت کل بارہ رکعتیں) پھر نماز وتر پڑھی، اس کے بعد آپ لیٹ گئے، اس کے بعد موذن (نماز فجر کی اطلاع دینے آیا) آیا تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں اور نماز فجر کے لئے باہر تشریف لے گئے (مسلم اور شمائل ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (شب میں) کچھ دیر سوتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر اُٹھ بیٹھتے اور نماز میں مصروف

ہو جاتے، غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی (سیرۃ النبی جلد دوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی حالت میں تہجد کی نماز ترک نہیں فرمائی جب کبھی بیمار یا کسلمند ہوتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو ہر شخص سو رہا مگر حضور ایک درخت کے نیچے رات بھر نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے، یہاں تک آپ نے صبح کر دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بیٹھ کر بھی نفل نماز پڑھتے تھے اور اسی حالت میں قرأت بھی فرماتے تھے جب تیس چالیس آیتوں کے بقدر پڑھنا باقی رہتا تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہو کر قرأت فرماتے۔ پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔ پھر اسی طرح دوسری رکعت بھی پڑھتے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے اور پوری سورہ ترتیل سے پڑھتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ ترتیل کی وجہ سے یہ سورہ لمبی سورتوں سے بھی لمبی ہو جاتی (ترمذی)

نماز کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوق و شوق کا یہ حال تھا کہ اگر کہیں سواری پر تشریف لے جاتے تو سواری ہی پر نفل نماز شروع کر دیتے۔ جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے، چاہے سواری قبلہ کی جانب ہوتی یا غیر قبلہ کی طرف۔ ہاں جب فرض پڑھنا ہوتا تو سواری سے اتر کر پڑھتے اور قبلہ کی طرف رخ فرما لیتے (کنز العمال)

جو چیز نماز کی حضوری میں خلل ڈالنے والی ہوتی اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ

کردیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جس کے دونوں طرف حاشئے
تھے، اتفاق سے حاشیہ پر نظر پڑی نماز پڑھ کر ایک شخص سے فرمایا کہ اسے لے جا کر فلاں شخص (ابوجہم)
کو دے آؤ اور ان سے انبجانی مانگ لاؤ، حاشیوں نے نماز کی حضوری میں خلل ڈال دیا

ایک بار دروازے پر نقش و نگار بنا ہوا پردہ پڑا تھا، نماز میں اس پر نگاہ چلی گئی
تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ اسے ہٹا دو۔ اس کے نقش و نگار حضور قلب
میں خلل انداز ہوتے۔ (سیرۃ النبی جلد ۲)

حضرت عقبہ بن حارث نوفلی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیچھے مدینے میں عصر کی نماز پڑھی حضور سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑے ہو گئے اور
لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں کے حجروں میں سے کسی حجرے میں تشریف لے گئے،
لوگ (خلاف معمول) حضور کی اس عجلت کو دیکھ کر تشویش میں پڑ گئے، آپ پھر حجرے سے
نکل کر ان کے سامنے تشریف لائے، آپ کو محسوس ہوا کہ لوگ آپ کی عجلت پر متعجب ہو رہے
ہیں، آپ نے فرمایا واقعہ یہ ہے کہ نماز کی حالت میں مجھے سونے کی ایک اینٹ یاد آگئی، مجھے
یہ ناگوار معلوم ہوا کہ وہ مجھ کو (اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے) روک دے، اس لئے
میں نے اس کی تقسیم کا حکم دے دیا۔ (بخاری)

گویا حضور کو نماز اور اس کا خشوع اتنا محبوب تھا کہ اس میں خلل انداز ہونے
والی کوئی شئی گوارا نہ تھی
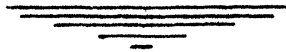
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز

خشوع وخضوع

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فیضانِ رسالت سے براہِ راست فیضیاب تھے، انھوں
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے احکام و اوامر کی تعلیم و تربیت پائی تھی اور حضور
کے اسوۂ حسنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، نماز کی حقیقت و اہمیت کیا ہے اور نماز کیلئے خشوع وخضوع
و حضور قلب کس قدر ضروری ہے؟ ان چیزوں کا مشاہدہ صحابۂ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے عمل میں کیا تھا، اس لئے صحابۂ کرام کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا پرتو اور
عکس تھی۔

کس کیفیت کو خشوع وخضوع کہتے ہیں اور اس کی عملی صورت کیا ہوتی ہے اس کو صحابۂ کرام
اور خاصانِ خدا کی نماز اور عبادت میں دیکھا جاسکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات رات بھر جاگ کر بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتے
جب صبح قریب آتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ — اپنے گھر والوں کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دو اور خود
اصْطَبِرْ عَلَيْهَا — بھی اس پر جمے رہو۔

آپ نماز میں ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر یا خدا کی
عظمت و جلالت کا بیان ہوتا اور ان چیزوں سے آپ اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے
ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں کہ میں پچھلی صف میں ہوتا تھا
پھر بھی حضرت عمر آیت إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ (میں اپنی مصیبت اور اپنے رنج کا

ذکرنا اللہ ہی کے آگے روتا ہوں) پڑھتے اور اس زور سے روتے کہ میں ان کے رونے کی آواز سنتا۔

نماز میں حضرت عمر کی گریہ وزاری کا واقعہ کچھ شاذ نہ تھا، اکثر ان پر یہ حالت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ایک بار نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

ان عذاب ربک لواقع ما لہ من دافع (بلاشک و شبہ تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں) تو اس قدر روئے کہ روتے روتے آنکھیں ورم کر آئیں۔

ایک بار آپ نے نماز میں یہ آیت پڑھی

واذا القوا منها مکانا ضیقا مقرنین دعوا هنالک ثبورا

جب یہ گنہ گار لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے دوزخ کی ایک تنگ جگہ میں ڈال دئے جائیں گے تو وہ موت موت پکاریں گے۔

یہ آیت پڑھ کر آپ پر ایسا خوف و خشوع طاری ہوا اور آپ کی حالت اتنی غیر ہوئی کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ آپ پر اس طرح کی آیتوں کا ایسا ہی اثر ہوا کرتا ہے تو سمجھتے کہ آپ واصل بحق ہو گئے۔

ایک بار فجر کی نماز میں سورہ یوسف شروع کی جب اس آیت پر پہونچے۔

وابیضت عیناه من الحزن فهو کظیم۔

یوسف کی جدائی میں یعقوب کی آنکھیں روتے روتے سفید پڑ گئیں اور وہ جی ہی جی میں گھٹنے لگے

تو زار زار رونے لگے۔ یہاں تک کہ قرات جاری رکھنا دشوار ہو گیا، مجبور ہو کر

رکوع میں چلے گئے (کنز العمال)

حضرت عبد اللہ بن صائب کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر کو عشار کی نماز میں کسی وجہ سے دیر ہو گئی اس لئے میں نے نماز شروع کی آپ بعد میں آئے اور نماز میں شریک ہو گئے۔ میں سورہ ذاریات پڑھ رہا تھا جب میں نے یہ آیت پڑھی۔
وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ (تمہارا رزق آسمان میں ہے اور تم سے اسکا وعدہ کیا گیا ہے)
آپ کی زبان سے بے اختیار "اَنَا اَشْهَدُ" (میں اس پر گواہی دیتا ہوں) نکل گیا۔ اور آواز اتنی اونچی تھی کہ مسجد گونج گئی۔ (کنز العمال)

صائب بن یزید اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ قحط کا زمانہ تھا میں نے آدھی رات کو دیکھا حضرت عمر مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں اور دعائیں بار بار کہہ رہے ہیں، اے اللہ ہم لوگوں کو قحط سے ہلاک نہ کر اور اس بلا کو ہم سے دور کر دے
(کنز العمال)

بہز بن حکیم کی روایت ہے کہ زرارہ بن اوفی رض بصرہ کے قاضی تھے اور بنی قشیر کی مسجد میں امام کی خدمت انجام دیتے تھے ایک دن صبح کی نماز میں آیت
فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ (جس دن صور پھونکا جائیگا وہ دن بہت سخت ہوگا) پڑھی تو دہشت کی وجہ سے روح پرواز کر گئی اور وہ بے جان ہو کر گر پڑے۔
(ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب رکوع سے کھڑے ہوتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ لوگ سمجھتے کہ وہ بھول گئے اور دو سجدوں کے درمیان اتنی ہی دیر لگاتے کہ لوگوں کو یہی خیال گذرتا۔ (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا کر دائیں جانب رخ کرکے بیٹھ گئے، آپ کے چہرے سے رنج وغم کا اثر ظاہر ہو رہا تھا، طلوع آفتاب تک آپ اسی طرح بیٹھے رہے، اس کے بعد بڑے تاثر کے ساتھ اپنا ہاتھ پلٹ کر فرمایا۔ خدا کی قسم، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے، آج ان کے جیسا کوئی نظر نہیں آتا، ان کی صبح اس حال میں ہوتی کہ ان کے بال بکھرے ہوتے، چہرے غبار آلود اور زرد ہوتے۔ وہ ساری رات اللہ کے حضور سجدے میں پڑے ہوتے، یا کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھتے ہوتے، کھڑے کھڑے تھک جاتے تو کبھی ایک پاؤں پر سہارا دے لیتے اور کبھی دوسرے پاؤں پر، وہ خدا کا ذکر کرتے تو کیف و اثر سے، اس طرح جھومتے جیسے ہوا میں درخت حرکت کرتے ہیں اور (خدا کے خوف سے) ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے تھے، اب کے لوگ ہیں کہ غفلت میں رات گزار دیتے ہیں (احیاء العلوم)

نماز کا وقت آتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا، ایک بار ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا، یہ اس بار کے اٹھانے کا وقت ہے جسے اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو ان سب نے اس بار کے اٹھانے سے ڈر کر انکار کر دیا (احیاء العلوم)

حضرت امام حسن علیہ السلام وضو کرتے تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، کسی نے پوچھا ایسا کیوں ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ایک بڑے جبار بادشاہ کی پیشی میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے پھر وضو کرکے مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے کہ :۔۔۔

الٰھی عبدک ببابک یا محسن قد اتاک المسیٔ و قد امرت المحسن منا ان یتجاوز عن المسیٔ فانت المحسن و انا المسیٔ فتجاوز عن قبیح ما عندی بجمیل ما عندک یا کریم

اے اللہ تیرا بندہ تیری ڈیوڑھی پر حاضر ہے اے بھلائی کرنے والے خدا تیرا بداعمال بندہ تیرے حضور آیا ہے، تونے حکم دیا ہے کہ ہم میں جو اچھا ہے وہ بروں سے درگذر کرے، پس تو اچھا خدا ہے، اور میں تیرا بداعمال بندہ ہوں، اے کرم کرنے والے میری برائیوں سے ان خوبیوں کے طفیل جن کا تو مالک ہے درگذر فرما۔

اس دعا کے بعد مسجد میں داخل ہوتے (فضائل نماز)

حضرت امام کے اوقات کا اکثر حصہ عبادت میں بسر ہوتا تھا، ایک دفعہ امیر معاویہؓ نے ایک شخص سے حضرت امام کی عبادت کی کیفیت دریافت کی اس نے بتایا کہ فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلی پر بیٹھے رہتے ہیں پھر ٹیک لگاکر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے جانے والوں سے ملتے ہیں دن چڑھے چاشت پڑھکر امہات المومنین کے پاس سلام کرنے کو جاتے ہیں پھر گھر ہوکر مسجد چلے آتے ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نماز کے ساتھ خاص شغف تھا آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں پلے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ وہ عبادت الٰہی کا مجسمہ تھیں، آپ میں ان مقدس ہستیوں کا جتنا بھی اثر ہوتا کم تھا۔

حضرت امام حسین رضؓ رات اور دن میں ایک ایک ہزار نوافل پڑھ ڈالتے تھے۔ عرب میں اولاد کی کثرت فخر کی چیز سمجھی جاتی تھی اور اولاد کا کم ہونا باعث عار خیال کیا جاتا تھا، لیکن حضرت امام حسین کی اولادیں بہت کم تھیں۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت امام زین العابدین رضؓ سے اس

بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تمھیں اس پر تعجب کیوں ہے وہ رات اور دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتے تھے انھیں عورتوں سے ملنے کا موقع کہاں ملتا تھا (سیر الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بڑے مرتبہ کے صحابی تھے آپ کے والد ماجد حضرت زبیر بن العوام حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حواری اور عشرہ مبشرہ میں تھے۔ حضرت ام المومنین خدیجہ آپ کی پھوپھی تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خالہ تھیں اور آپ کی والدہ محترمہ حضرت اسماءؓ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "ذات النطاقین" کا لقب عطا فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح آپ نے بھی یزید کی بیعت سے انکار کیا اور ایک معیاری اسلامی حکومت کے قیام کی جد وجہد میں جانبازانہ لڑکر شہید ہوئے۔

خدا کی عبادت حضرت عبداللہ بن زبیر کا محبوب ترین مشغلہ تھی اور اس میں وہ بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیا کرتے تھے اس خشوع خضوع اور استغراق و محویت کے ساتھ نماز پڑھتے کہ قیام کی حالت میں بے جان ستون معلوم ہوتے آپ کا رکوع اتنا طویل ہوتا کہ دوسرے لوگ پوری سورہ بقرہ ختم کر دیتے مگر ان کا رکوع ختم نہ ہوتا۔ یہی عالم سجدے کا تھا کہ طولِ سجدہ کی وجہ سے ایسے بے حس و حرکت ہو جاتے کہ چڑیاں اڑ اڑ کر آپ کی پشت پر آبیٹھتیں۔

نازک سے نازک حالت میں بھی آپ کی نماز ترک نہ ہوئی حجاج کے محاصرے کے زمانے میں جب چاروں طرف سے پتھروں کی بارش ہو رہی تھی آپ حطیم میں نماز ادا کرتے۔ پتھر آآ کر پاس گرتے مگر آپ پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر کا معمول تھا کہ ایک رات قیام میں گذارتے تو دوسری

رکوع میں اور تیسری رات سجدے میں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو خود بڑے پایہ کے بزرگ اور عبادت گذار صحابی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو ابن زبیر کی نماز کی نقل کرو۔

عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے ابن زبیر سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو صحابۂ کرام میں امتیازی حیثیت حاصل ہے وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی لاش کی طرف سے گذرے تو نہایت حسرت سے مخاطب ہو کر کہا۔

۔ ابو خبیب۔ خدا تمھاری مغفرت کرے تم بڑے روزہ دار بڑے نمازی اور بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ (سیر الصحابہ)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک چڑیا ایک شاخ سے اڑی اور باہر نکلنے لگی، لیکن باغ گھنا تھا چڑیا کو باہر جانے کا راستہ نہیں ملتا تھا، وہ راستے کی تلاش میں ادھر سے ادھر اڑتی رہی، حضرت ابوطلحہ کی نظر چڑیا پر جا پڑی اور دیر تک خیال اسی کے ساتھ الجھا رہا تنبہ ہوا تو یاد ہی نہ رہا کہ کون سی رکعت ہے، آپ کو بڑا صدمہ ہوا کہ نماز کی حالت میں اور ایسی شدید غفلت، چونکہ باغ کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی تھی اس لئے نماز پوری کر کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کر کے عرض کیا کہ باغ ہی کی وجہ سے نماز میں یہ غفلت ہوئی اس لئے میں باغ کو اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں آپ اسمیں

جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔ (موطا امام مالک)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت تھا
ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، کھجوروں کے پکنے کا زمانہ تھا، [illegible]
کی کثرت سے شگوفے جھکے پڑتے تھے، باغ کے مالک کی نظر شگوفوں پر جا پڑی، دیکھنے میں
بہت اچھے معلوم ہو رہے تھے، وہ دیر تک شگوفوں کو دیکھتے رہے، ان کو یاد ہی نہ رہا
کہ نماز میں ہیں، نماز کا خیال آیا تو یاد نہ رہا کہ کون سی رکعت ہے، اس غفلت کا ایسا صدمہ
ہوا کہ آپ نے یہ طے کر لیا کہ اب اس باغ کو اپنے پاس نہ رکھوں گا، اسی کی خوشنمائی نے
مجھے نماز سے غافل کر دیا، چنانچہ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر
ہو کر عرض کیا کہ میں اپنا باغ فی سبیل اللہ پیش کرتا ہوں آپ اسے جس طرح چاہیں کام میں لائیں
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو پچاس ہزار درہم میں فروخت کر کے اس کی قیمت دینی
کاموں میں خرچ کی (موطا امام مالک)

ایک ہم ہیں کہ ہماری تمام ہی نمازیں غفلت اور بے حضوری کی حالت میں ادا ہوتی ہیں
اور ہمیں اپنی غفلت اور بے حضوری پر تنبہ نہیں ہوتا اور ایک یہ نماز کے قدر شناس تھے
کہ انھوں نے نماز میں اتنے سے خلل واقع ہو جانے کی بنا پر پچاس ہزار کے باغ کو اس طرح علیحدہ
کر دیا جیسے اس کی کوئی حقیقت ہی نہ تھی حضرت ابو طلحہ کے باغ کی قیمت بھی کیا کچھ کم رہی ہوگی؟

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رات تہجد کے لئے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت
کی تلاوت میں صبح کر دی اور اسی کو بار بار دہراتے رہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ رات رات بھر نماز اور وظائف میں مشغول رہتے
تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمار ہی کی نسبت

نازل ہوئی ہے۔

امن ھو قانت اٰناء الليل — کیا وہ شخص جو رات کو بندگی کرتا ہے
ساجدًا و قائمًا يحذر الآخرة — سجدہ کرکے اور کھڑا ہوکر آخرت سے خوف
ويرجوا رحمة ربه — کھاتا ہے اور اپنے خدا کی رحمت کا امیدوار

رہتا ہے (کہیں نافرمان بندوں کے برابر ہوسکتا ہے؟)

حضرت عمار خشوع وخضوع اور توجہ الی اللہ کو نماز کی اصل روح سمجھتے تھے، ایک دفعہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو جلدی جلدی دوگانہ ادا کرکے بیٹھ رہے، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر عجلت کیوں کی بولے اس وقت مجھے شیطان سے سابقت کرنا پڑی۔ (مہاجرین)

نماز کا شوق و اہتمام

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرض نمازوں کو تو ان کے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے ہی تھے نماز تہجد بھی بڑے ذوق و شوق اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، مکہ معظمہ کے ابتدائی زمانۂ اسلام میں جب کفر و شرک کے غلبے کی وجہ سے دن میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی تھی، سورۂ مزمل کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابۂ کرام بھی شریک نماز ہوتے تھے چنانچہ اس سورہ کی آخری آیتوں میں خود اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ — اے پیغمبر تمھارا پروردگار خوب جانتا ہے

اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَ
نِصْفَہٗ وَ ثُلُثَہٗ وَ طَآئِفَۃٌ
مِنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ

کہ تم کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور کبھی
آدھی رات اور کبھی، تہائی رات قیام کیا
کرتے ہو اور ایک جماعت بھی تمہارے ساتھ ہوتی
(اسی طرح نماز پڑھتی ہے)

انیسویں پارے میں صحابۂ کرام کی شب بیداری کی کیفیت ان لفظوں میں بیان فرمائی گئی ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ
سُجَّدًا وَّ قِیَامًا

اور جو اپنے پروردگار کے حضور سجدے
اور قیام کی حالت میں رات گذارتے ہیں

۲۶ ویں پارے میں سورہ ذاریات میں ہے

کانوا قلیلاً مِنَ الَّیْلِ
ما یھجعون وبالاسحار
ھم یستغفرون ٭

رات کے تھوڑے حصے میں سوتے تھے (باقی حصے
عبادت میں گزارا کرتے تھے) اور اوقاتِ سحر
میں بخشش کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

۲۱ ویں پارے سورہ سجدہ میں صحابہ کرام کی شب بیداری کی اسطرح تصویر کھینچی گئی ہے۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ
الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
خَوْفًا وَّ طَمَعًا

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں
اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید
کے ساتھ پکارتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور بہت کم سوتے تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورہ مزمل کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رات کو اس مشقت کے ساتھ نماز پڑھتے کہ ان کے پاؤں ورم کر جاتے تھے۔ (ابو داؤد)

صحابہ کرام کو نماز سے ایک طرح کا عشق تھا کہ وہ پُرخطر حالات میں بھی نماز کا چھوڑنا گوارا نہ فرماتے تھے۔ اسلام کا ابتدائی زمانہ ہر طرح کے خطرات سے معمور تھا۔ اور قریش بے دریغ مسلمانوں کو اذیتیں اور تکلیفیں پہونچا رہے تھے اس زمانہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سوز و گداز کے ساتھ نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے کہ قریش کے بیوی بچے متاثر ہو کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور قریش کو اندیشہ ہوتا کہ کہیں ان کے متعلقین اپنے دین سے منحرف نہ ہو جائیں اس لئے وہ آپ کو نماز پڑھنے سے روکتے اور اذیت پہنچاتے۔

حضرت ابوبکر کو اپنی نماز اور تلاوت اس درجہ عزیز تھی کہ آپ نے قریش کے مظالم سے تنگ آکر مکہ سے حبش کو ہجرت کر جانا گوارا فرمایا مگر آپ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ نماز اور تلاوت ترک کر دیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر حبشہ جا رہے تھے کہ راستہ میں قارہ کے رئیس ابن دغنہ سے ملاقات ہوگئی وہ آپ کو مکہ واپس لایا اور آپکے فضائل بیان کر کے قریش کو ملامت کی کہ تم نے ایسے شریف اور نیکدل انسان کو ترک وطن پر مجبور کر دیا، اس کے ساتھ ہی ابن دغنہ نے اعلان کر دیا کہ ابوبکر میری امان میں ہیں۔ قریش نے اس شرط پر اس کا اعلان قبول کر لیا کہ حضرت ابوبکر کھلے طور پر نماز اور قرآن نہ پڑھیں۔

حضرت ابوبکر نے اپنے دروازے پر ایک مسجد بنا لی اس میں نماز اور قرآن

پڑھنے لگے۔ اب پھر وہی حال تھا کہ جب آپ نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے تو قریش کے بیوی بچے فرطِ اثر سے کھنچ کر آپ کے پاس جمع ہو جاتے۔ قریش نے ابن دغنہ سے شکایت کی کہ ابو بکر نے اپنے دروازے پر مسجد بنالی ہے اس میں بلند آواز سے نماز اور قرآن پڑھتے ہیں، ہمیں اپنے متعلقین کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یا تو ابو بکر شعائر کی پابندی کریں یا پھر تم ان کی ذمہ داری سے علیحدہ ہو جاؤ۔

ابن دغنہ نے حضرت ابو بکر کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا آپ نے جواب دیا تم میری حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو، میں اللہ کی حفاظت میں راضی اور خوش ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نماز کے ساتھ یہ ذوق و شغف تمام عمر قائم رہا۔ اکثر دن کو روزے رکھتے اور راتیں نماز میں گذارتے خشوع و خضوع کا یہ حال تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس و حرکت نظر آتے، روتے روتے گھگی بندھ جاتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ۴۰-۳۰ آدمی مسلمان ہو چکے تھے تاہم مسلمانوں کی مظلومیت کا یہ حال تھا کہ وہ پوشیدہ طور پر نماز ادا کر لیا کرتے تھے، کعبہ میں جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے جذبۂ ایمانی نے گوارا نہ کیا کہ کفار تو کعبے میں علانیہ نماز ادا کریں اور مسلمان پوشیدہ طور پر نماز پڑھیں وہ صحابہ کی ایک جماعت لے کر نماز پڑھنے کے لئے نکلے کفار نے شدید مزاحمت کی، لیکن آپ ان سے مقابلہ کرتے ہوئے کعبہ میں پہونچ گئے اور صحابہ کے ساتھ نماز پڑھی حضرت عمر کے اس کارنامے کے صلے میں سرکارِ رسالت سے "فاروق" کا لقب عطا ہوا۔

ہجرت کا موقعہ بھی انتہائی نازک تھا، مسلمان ایک ایک دو دو کر کے خفیہ طور پر ہجرت کر رہے تھے لیکن حضرت عمر مسلح ہو کر قریش کے درمیان سے گذرتے ہوئے حرم میں گئے

اور طواف کر کے نماز پڑھی، اس کے بعد اس اعلان کے ساتھ ہجرت کی کہ یہ نہ کہنا کہ عمر چپکے سے
بھاگ گیا جسے اپنی بیوی کو بیوہ اور اپنی اولاد کو یتیم بنانا ہو وہ مکہ سے باہر نکل کر مقابلہ
کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "شہید نماز" کہا جائے تو غلط نہ ہوگا آپ ایک روز معمول
کے مطابق نماز فجر کے لئے گھر سے نکلے اور لوگوں کو جگاتے ہوئے مسجد میں پہنچے صفیں
درست کیں اور امامت کیلئے کھڑے ہو گئے۔ ابھی آپ تکبیر تحریمہ ہی کہنے پائے تھے کہ اچانک
حضرت مغیرہ کے مجوسی غلام ابو لولو نے جو مسجد کی محراب میں چھپا ہوا تھا آپ کے شکم مبارک
پر پے در پے ترولی کے تین وار کئے آپ سنبھل نہ سکے لڑکھڑائے اور بیہوش ہو کر گر پڑے،
اتنا بڑا حادثہ گذر گیا مسلمانوں کے امیر پر قاتلانہ حملہ ہوا لیکن نماز کے ان قدر شناسوں کا
حال دیکھئے کہ نہ کسی قسم کا شور و ہنگامہ ہوا نہ خوف و ہراس پھیلا نہ نماز کے نظم و سکون میں
کوئی خلل واقع ہوا ایک امام زخمی ہو کر گرا تو پیچھے سے دوسرے شخص نے آگے بڑھ کر اس کی جگہ
سنبھال لی۔ یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف تھے نماز جاری رہی حملہ آور نے چاہا کہ نکل بھاگے
لیکن بھاگ نہ سکا۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح نمازیوں
کی صفیں کھڑی تھیں، قاتل راستہ نکلنے کے لئے نمازیوں پر پے در پے وار کر رہا تھا اور
ایک کے بعد دوسرا شخص زخمی ہو ہو کر گر رہا تھا لیکن نماز اب بھی جاری تھی اور صفوں
کا وہی سکون و وقار اب بھی قائم تھا مجروحین کی تعداد تیرہ تھی جن میں سے سات کی
شہادت ہو گئی، مسجد قربان گاہ بن گئی لیکن نماز اپنی شان کے ساتھ ختم ہوئی، حملہ آور
گرفتار کر لیا گیا، اس نے دیکھا کہ اب مفر کی کوئی صورت نہیں تو اس نے اپنے ہی خنجر سے
اپنے کو ہلاک کر لیا۔

امیر المومنین کو اٹھا کر خلافت کدے میں پہنچا دیا گیا کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو

آپ نے نحیف آواز میں پوچھا مجھے کس نے مارا ہے؟

حضرت ابن عباس نے بتایا: مغیرہ کے مجوسی غلام ابو لؤلوہ نے۔

یہ سنکر آپ نے اونچی آواز سے اللہ اکبر کی صدا بلند کی جو مکان کے باہر تک سنائی دی

پھر فرمایا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ایک کافر کے ہاتھ سے مجھے شہادت عطا فرمائی۔

کسی مسلمان کا ہاتھ خون آلود نہیں ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس بیان فرماتے ہیں کہ آپ جس وقت مسجد سے اٹھا کر گھر

لائے گئے، ہوش نہیں تھا، ہوش میں آئے تو پوچھا۔ لوگوں نے نماز پڑھی! میں نے

کہا۔ ہاں فرمایا لا اسلام لمن ترک الصلوٰۃ "جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام

میں کوئی حصہ نہیں۔ آپ نے پانی منگا کر وضو کیا اور نماز پڑھی (کنز العمال)

دل جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی

سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا

ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شب میں مکان سے نکلے تو دیکھا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں پست آواز سے قرات کر رہے ہیں، آگے بڑھے تو حضرت

عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز کے ساتھ نماز میں قرات کر رہے تھے۔

دونوں حضرات حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا۔ ابوبکر! نماز میں تمھاری آواز

پست تھی۔

عرض کیا میں جس (خدا) سے سرگوشی کر رہا تھا اس کے کان میں میری آواز پہونچ گئی،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمھاری آواز بہت بلند تھی۔

انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں سونے والوں کو بیدار کرتا اور شیطان کو بھگاتا ہوں

(ترمذی)

رمضان میں نماز تراویح بھی صحابۂ کرام بڑے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پہلے تراویح کی نماز انفرادی طور پر پڑھی جاتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسے جماعت کی شکل دے دی۔ امام ایک ایک رکعت میں سو سو آیتیں پڑھتا صحابۂ کرام کھڑے کھڑے اس قدر تھک جاتے کہ لکڑی کے سہارے کی ضرورت ہوتی لوگ سحر کے وقت نماز سے فارغ ہوتے۔

صحابۂ کرام کی راتوں کی نمازیں بڑے ذوق و کیف کی ہوتی تھیں۔ ایک صحابی نے رات کی نماز ایسی کھلی آواز سے پڑھی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی قرأت سنی صبح ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ خدا اس پر رحم فرمائے اس نے مجھے بہت سی آیتیں یاد دلا دیں جن کو میں بھول گیا تھا۔

ایک بار کچھ صحابہ نے حضور کو شب میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو شریک ہو گئے، صبح کو لوگوں سے ذکر کیا تو دوسری رات اور زیادہ لوگ جمع ہوئے دو تین رات تک برابر یہی حالت رہی تو حضور ایک شب گھر سے نہیں نکلے۔ صحابۂ کرام نے مختلف طریقوں سے اپنے شوق کا اظہار کیا، کھانسے کھنکارے، دروازے پر کنکریاں ماریں حضور غصے میں نکلے فرمایا تمہاری ان حرکتوں سے مجھے خیال ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔

حضور شب میں نماز پڑھنے کے لئے چٹائی گھیر کر حجرے کی صورت پیدا کر لیتے تھے صحابۂ کرام کو خبر ہوئی تو وہ بھی شریک نماز ہونے لگے، لیکن حضور نے ان کو اس سے بھی روک دیا۔ امت پر حضور کی کتنی شفقت تھی حضور کو یہ گوارا نہ تھا کہ امت پر فرائض کا اعتدال سے زیادہ بوجھ پڑ جائے۔ اسلام کی یہی خوبی ہے خدا نے فرمایا ہے وما جعل علیکم فی الدین من حرج دین کے بارے میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی گئی ہے

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز عشا کیلئے مسجد میں تشریف لانے میں کبھی کبھی بہت دیر ہوجاتی لیکن صحابۂ کرام کے ذوق وشوق میں فرق واقع نہ ہوتا، ایک دفعہ کسی مشغولیت کے باعث عشاء کی نماز کیلئے حضورؐ کو مسجد میں آنے میں اتنی دیر ہوگئی کہ صحابۂ کرام سو گئے، پھر جاگے، پھر سوئے، پھر بیدار ہوئے اور اس کے بعد پھر نیند نے غلبہ کر لیا، حضورؐ نبوت کدہ سے باہر نکلے تو فرمایا: "آج دنیا میں تمہارے سوا کوئی دوسرا نماز کا انتظار نہیں کرتا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک رات عشاء کی نماز کیلئے ہم لوگ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، ایک تہائی رات گئے حضورؐ تشریف لائے اور فرمایا۔ اگر امت پر شاق نہ گذرتا تو میں عشاء کی نماز اسی وقت پڑھا کرتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگوں نے نماز عشاء کے لئے آدھی رات تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا، حضور نبوت کدہ سے نکلے تو فرمایا۔ "اپنی جگہ بیٹھے جاؤ" ہم لوگ بیٹھ گئے تو فرمایا اور لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے لیکن تمہارے انتظار کی گھڑیاں بھی نماز ہی میں داخل تھیں۔

ایک دفعہ نماز عشاء کیلئے حضور کے گھر سے نکلنے میں اتنی دیر ہوئی کہ صحابہ نے سمجھا حضور نماز پڑھ کر سو گئے، اب باہر تشریف نہ لائیں گے۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے تو لوگوں نے اس خیال کا اظہار کیا۔ حضور نے فرمایا۔ اس نماز کو اسی وقت ادا کیا کرو، تم کو تمام امتوں پر اسی کی وجہ سے فضیلت ہے، تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز سے خاص ذوق وشغف تھا اور آپ کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے، آپ کے غلام حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کثرت سے نمازیں پڑھتے صبح کے قریب مجھ سے پوچھتے کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا؟ اگر میں ہاں کہتا تو پھر طلوع سحر تک

استغفار میں مشغول ہوجاتے اور اگر نہیں کہتا تو پھر نماز شروع کر دیتے، روزانہ کا معمول تھا کہ مسجد نبوی سے دن چڑھے نکلتے بازار کی ضروریات پوری کرتے پھر نماز پڑھ کر گھر جاتے۔

محمد بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر شب میں چار چار پانچ پانچ مرتبہ اٹھتے اور نماز پڑھتے، آپ کی شب بیداری کی وجہ بھی سننے کے قابل ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکل گیا تھا کہ عبداللہ کیا ہی اچھا آدمی ہوتا اگر وہ رات میں نمازیں پڑھا کرتا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات سنی تو ساری زندگی کے لئے یہ معمول بنا لیا کہ رات کو بہت کم سوتے اور زیادہ تر وقت نماز میں گذارتے۔ قرآن مجید اتنی کثرت سے پڑھتے کہ اکثر ایک رات میں پورا قرآن ختم کر لیتے تھے، یہ تھے ارشاد نبوی کے قدردان آپ کو ایک ایک ارشاد نبوی سے عشق تھا چنانچہ مستحبات نماز تک کا اتنا خیال رکھتے کہ ہمیشہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرتے مسجد بہت ہی آہستہ آہستہ جاتے تاکہ قدم کی زیادتی سے ثواب بھی زیادہ ملے یہ سب کیوں؟ اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کاموں کے فضائل سنے تھے (سیر الصحابہ)

مال و دولت کی زیادتی لوگوں کو خدا کی یاد سے غافل بنا دیتی ہے لیکن صحابۂ کرام کا حال ہی اور تھا، وہ تنگ حالی میں جسقدر خدا کو یاد کرتے خوش حالی میں اس سے زیادہ اللہ کی بندگی بجا لاتے اور اس کی عنایت و مہربانی کا شکریہ ہر وقت ادا کرتے رہتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ تمام انصار مدینہ میں مال و دولت کے لحاظ سے ممتاز تھے۔ اور انصار کے روساء میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔

لیکن ایسی امیرانہ زندگی اور ایسی اونچی معاشرت کے باوجود خدا کی عبادت میں ذرہ برابر فرق نہ پڑتا۔

آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ حال تھا کہ فرائض سے فارغ ہوجاتے تو نوافل شروع کر دیتے اور اس میں اتنا طویل قیام کرتے کہ دونوں پیروں میں ورم آجاتا اکثر شدت ورم سے پاؤں پھٹ جاتے اور ان سے خون نکلنے لگتا۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ حضرت انس مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت میں اتنی مشقت برداشت کرتے جس کی ہم میں سے کسی کو طاقت نہ تھی۔ نماز اس توجہ، یکجہتی اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے تھے کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو خود بھی ایک جلیل القدر صحابی تھے فرماتے ہیں کہ انس کی نماز سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہوتی تھی۔ (سیر الانصار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شب بیداری کے لئے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ایک حصہ میں آپ خود نماز پڑھتے۔ دوسرے حصے میں آپ کی بیوی نماز پڑھتیں اور تیسرے حصے میں آپ کا غلام نماز پڑھتا۔ باری باری سے ایک دوسرے کو جگاتے تھے (بخاری)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے مواخاتی بھائی تھے ایک دن وہ ان کے یہاں مہمان ہوئے تو ان کی بیوی کو نہایت ابتر حالت اور میلے کچیلے لباس میں دیکھا۔ پوچھا تمہارا یہ کیا حال ہے؟ جواب ملا کہ تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے، کھانے کے وقت حضرت سلمان نے حضرت ابو درداء سے کہا کہ کھاؤ تو انھوں نے کہا میں روزے سے ہوں حضرت سلمان نے کہا پھر میں بھی نہیں کھاؤں گا، اس طرح ان کو کھلایا جب رات آئی تو حضرت ابو درداء نے نماز پڑھنا چاہا، حضرت سلمان نے کہا تم سوؤ، حضرت ابو درداء سو رہے، پھر تھوڑی دیر کے بعد نماز پڑھنا چاہا حضرت سلمان نے کہا تم سوؤ حضرت ابو درداء پھر سو رہے جب رات کا آخری حصہ آیا تو حضرت سلمان نے کہا

اب اٹھو، پھر دونوں نے نماز پڑھی، پھر حضرت سلمان نے کہا کہ تم پر خدا کا بھی حق ہے اور تمہارے نفس اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے ہر ایک کو اس کا حق ادا کرنا چاہیئے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس واقعہ کو بیان کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان نے درست کہا۔ (بخاری)

حضرت عثمان بن مظعون رات بھر نماز میں مصروف رہتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کو بلوایا وہ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا عثمان! تم کو میری سنت سے اعراض ہے؟

حضرت عثمان بولے۔ خدا کی قسم! یا رسول اللہ، ایسی بات نہیں ہے، میں آپ کی سنت کا طالب ہوں، تو آپ نے فرمایا کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں عثمان اللہ سے ڈرو تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اسلئے تم روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو۔ (ابو داؤد)

حضرت کہمس الہلالی رضی اللہ عنہ اپنے وطن ہی میں مشرف با سلام ہوئے اور مدینہ آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی اطلاع دی، پھر وطن لوٹ گئے، آپ کامل ایک سال تک رات بھر جاگ کر عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے رہے، دوسرے سال پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے شدت ریاضت کی وجہ سے آپ اتنے نحیف و نزار ہوگئے تھے کہ پہچانے نہ جاتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار سر سے پاؤں تک دیکھتے مگر پہچان نہ سکتے تھے آخر میں کہمس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! شاید آپ سوچ رہے ہیں کہ میں کون ہوں؟

حضورؐ نے فرمایا ہاں! تم کون ہو؟

عرض کیا کہ میں باہلی۔ گذشتہ سال حاضر ہوا تھا۔ اب میں بالکل سوکھ گیا ہوں۔

حضورؐ نے پوچھا ایسی حالت کیوں ہو گئی؟

عرض کیا گذشتہ حاضری کے بعد سے برابر رات کو جاگتا اور دن کو روزہ رکھتا رہا۔

حضورؐ نے فرمایا تم کو اسقدر تکلیف اٹھانے کا کس نے حکم دیا تھا؟ مہینہ میں صرف ایک روزہ کافی ہے۔

عرض کی: مجھ میں اس سے زیادہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے۔

حضورؐ نے فرمایا۔ خیر تین سہی" (ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو نماز سے ایسی شیفتگی تھی کہ آپ شب میں سوتے نہ تھے، پوری رات نماز میں گذار دیتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اُن سے فرمایا "مجھ کو خبر ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو"

انھوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ"

حضورؐ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، کسی روز روزہ رکھو اور کسی روز چھوڑ دیا کرو، رات کو نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی" (بخاری)

غور کیجیے کہ ہم پر فرائض کی ادائگی بھی شاق گذرتی ہے اور یہ اللہ کے عبادت گذار بندے تھے جو عبادت و ریاضت میں اپنی جانیں کھپا دیتے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنا پڑتا تھا۔

نماز کے متعلق صحابۂ کرامؓ کے ذوق و شوق کا یہ حال تھا کہ جب سواری سے اتر کر نوافل پڑھنے کا موقع نہ ہوتا تھا تو سواری ہی پر نماز پڑھتے ہوئے چلتے۔

ایکبار حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس بن مالک سفر میں ساتھ تھے، انھوں نے

داری ہی پر بیٹھے بیٹھے نفل نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان مبارک میں نماز کا خاص اہتمام فرماتے تھے چنانچہ مسجد نبوی
بں قندیلوں سے چراغاں کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس کا خاص اثر ہوا آپنے
رمایا: اللہ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے انھوں نے ہماری مسجدوں کو منور کر دیا (کنز العمال)

صحابہ کرام میں ایسے حضرات بھی تھے جنکو نماز دنیا کی ہر شئے سے زیادہ عزیز تھی، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ
دکافروں نے دھوکے سے گرفتار کر لیا تھا اور ایک کافر نے انکو قتل کرنے کے لئے خرید لیا تھا، قتل کے وقت
ن سے پوچھا گیا کہ اگر تمھاری کوئی خاص تمنا ہو تو کہو،

انھوں نے کہا ہاں ایک تمنا ہے اگر تم پوری کر سکو اور وہ صرف یہ ہے چونکہ اللہ کے دربار
، حاضری قریب ہے اس لئے اگر تم مہلت دو تو دو رکعت نماز پڑھ لوں، چنانچہ مہلت دی گئی
ور انھوں نے بڑے اطمینان اور کامل خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی، پھر فرمایا
اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھوگے کہ موت کے ڈر سے دیر کرنا چاہتا ہے تو یہی دو رکعت
ر پڑھتا اسکے بعد آپ سولی پر لٹکا دیئے گئے (نماز کی حقیقت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بچے تھے
ر ایک دفعہ تہجد کی نماز پڑھنے کے شوق میں اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سوئے
ی رات کو جب حضورؐ تہجد پڑھنے کیلئے اُٹھے تو حضرت عبداللہ بن عباس بھی اٹھے رسول اللہؐ نے
ضو کیا تو انھوں نے بھی وضو کیا اور حضورؐ کے ساتھ تہجد کی نماز میں شامل ہوئے (سیر الصحابہ)

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب بزرگوں میں ہیں جو دعوتِ اسلام
، بالکل ابتدائی زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے۔ اسلام لانے والوں میں آپ کا چھٹا نمبر تھا۔
ی لئے سادس الاسلام کہلاتے تھے۔ آپ کو قبول اسلام کی وجہ سے ناقابل بیان اذیتیں دی گئیں

مگر آپ نے جادۂ حق سے منہ نہ موڑا آپ نماز سیکھنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی میں کبھی کبھی رات رات بھر آپ کے طریقۂ عبادت کو دیکھتے اور صبح کو اسکے متعلق استفسار کرتے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات نماز پڑھی یہ پوری رات دیکھتے رہے اور صبح کو آکر حضورؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں رات کو آپ نے ایسی نماز پڑھی کہ اسکے قبل کبھی نہ پڑھی تھی۔

حضورؐ نے فرمایا۔ وہ بیم و رجا کی نماز تھی، میں نے بارگاہ ایزدی میں تین چیزوں کی دعا کی تھی دو مقبول ہوئیں اور ایک نامقبول۔ ایک دعا یہ تھی کہ خدا مسلمانوں کو اس عذاب سے نہ ہلاک کرے جس سے گذشتہ امتیں ہلاک ہوئیں اور میرے دشمنوں کو مجھ پر غلبہ نہ دے یہ دونوں دعائیں تو قبول ہوگئیں لیکن تیسری قبول نہیں ہوئی ''
(مہاجرین)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی سابقون الاولون مسلمانوں میں تھے، معذوری کی حالت میں بھی آپ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ سفر کے موقعہ پر غسل کی حاجت پیش آئی اور باوجود سعی و کوشش پانی دستیاب نہ ہوا، چونکہ جانتے تھے کہ مٹی پانی کا نعم البدل ہے اسلئے تمام جسم پر خاک مل کر نماز پڑھ لی۔

جب سفر سے واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو ارشاد ہوا ''
ایسی حالت میں بھی صرف تیمم کافی ہے ''
(مہاجرین)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ شب کو ایک پہاڑی کے دامن میں قیام ہوا، اندیشہ تھا کہ پہاڑی کی طرف سے دشمن نقصان پہنچائیں گے اسلئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

''آج حفاظت اور پہرے کا کام کون کرے گا؟'' حضرت عمار بن یاسر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما

نے اچھی خدمتیں پیش کیں، پہاڑی کے جس مقام سے نقصان کا اندیشہ تھا حضور نے وہیں دونوں صاحبوں کو قیام کا حکم دیا۔ دونوں حضرات وہاں گئے حضرت عباد بن بشر نے کہا کہ ہم رات کو دو حصوں میں تقسیم کریں ایک حصے میں آپ سوئیں اور میں جاگوں اور دوسرے حصے میں میں سوؤں اور آپ جاگتے رہیں۔ دونوں کے ایک ساتھ رات بھر جاگنے میں اندیشہ ہے کہ کسی وقت نیند کا غلبہ ہو جائے اور ہم دونوں کی آنکھ لگ جائے اگر کوئی خطرہ محسوس ہو تو جاگنے والا سونے والے کو جگالے۔

بات طے ہوگئی۔ حضرت عمار بن یاسر سوئے اور حضرت عباد بن بشر پہرہ دینے لگے۔ یہ اللہ کے بندے بیکار وقت گذارنے والے نہ تھے، ان کے لئے یہ اپنے معبود سے راز و نیاز کا ایک بہترین موقع تھا: نماز کی نیت کرکے کھڑے ہوگئے۔ دشمن تاک میں تھا، اس نے دور کھڑے ہوکر تیر چلایا جو آکر حضرت عباد کو لگا لیکن آپ بدستور نماز میں مشغول رہے دشمن نے دوسرا اور پھر تیسرا تیر چلایا اور یہ دونوں تیر بھی آپ کے بدن میں آکر لگے۔ تیر چبھتے گئے اور آپ نکال نکال کر پھینکتے گئے پورے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرلی تو اپنے رفیق کو جگایا وہ اٹھے تو دشمن ایک کی جگہ دو کو دیکھکر بھاگ گیا کہ معلوم نہیں اور کتنے ہوں، حضرت عمار نے حضرت عباد کے جسم سے خون بہتے ہوئے دیکھا تو بولے۔ سبحان اللہ تم نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ جگادیا۔ انھوں نے کہا۔ میں نے سورہ کہف شروع کررکھی تھی، میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ اسے ختم کرنے سے پہلے رکوع کردوں اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ شاید میں تیر کھاتے کھاتے مرجاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سپرد جو خدمت کی ہے وہ فوت ہوجائے تو میں مرجانا گوارا کرتا لیکن سورہ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا (ابوداؤد)

یہ تھے نماز کے قدر شناس اور یہ تھا ان کا ذوق تلاوت!

موجِ خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا!

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز سے جو شغف تھا اور نماز میں ان کو جو لذت حاصل ہوتی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ نماز میں بڑی بڑی سورتیں قرأت کیا کرتے تھے۔ موطا میں حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں پوری سورہ بقرہ پڑھ دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی دونوں رکعتوں میں کبھی پوری سورۂ یوسف، کبھی سورہ نحل اور سورہ حج پڑھتے تھے۔ یا کبھی ایک رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں سورہ یونس پڑھا کرتے اور کبھی سورہ ہود اور سورہ بنی اسرائیل پڑھتے،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکثر سورہ یوسف پڑھتے تھے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو نماز اور روزوں کے ساتھ خاص انہماک تھا، نماز کے لئے یہ اہتمام تھا کہ ہر وقت باوضو رہتے تھے کبھی اقامت کے وقت وضو کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ہر وقت نماز میں دل لگا رہتا تھا اور نہایت اشتیاق سے وہ نماز کے وقت کا انتظار کرتے رہتے تھے

(استیعاب جلد ۲ ص ۵۱۶)

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے، عبادت اور ذکر الٰہی میں آپ کو خاص انہماک تھا۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام رات نماز پڑھی صبح کے وقت جب بلالؓ نے اذانِ فجر پکاری اس وقت تک ان بزرگوں کی صرف دو رکعتیں ہوئی تھیں (سیر الصحابہ)

حضرت محمد مشہور صحابی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ یوں تو آپ تمام فضائلِ اخلاق کا ایک مجسم پیکر تھے لیکن زہد و عبادت کا رنگ بہت غالب تھا، دوسرے صحابہ کے مقابلے میں بہت کم سن تھے لیکن ان کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے بڑے بڑے صحابہ اُن سے برکت حاصل کرتے تھے اور ان کی دعائیں لیتے تھے، آپ اتنی عبادت و ریاضت کرتے تھے کہ آپ کا لقب ہی سجاد ز(بڑا سجدہ گزار) تھا

پڑگیا تھا۔ محمد پہلے شخص ہیں جو سجاد کے لقب سے ملقب ہوئے، جنگ جمل میں آپ شہید ہوئے تو
حضرت علیؓ نے آپ کی لاش دیکھ کر ان کے دوسرے اوصاف بیان کرنے کے بعد فرمایا رب کعبہ کی قسم یہ سجاد تھے
حالانکہ خود حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے ان کو شہید کیا تھا۔ (سیر الصحابہ)

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے مگر
اسلام کی مخالفت میں پیش پیش رہ چکے تھے فتح مکہ کے کچھ دنوں پہلے اسلام لائے قبول اسلام کے بعد آپ اسلامی
تعلیم کا ایک مجسم پیکر بن گئے تھے دن رات کا بڑا حصہ نماز میں گذرتا تھا، گرمیوں کے طولانی دنوں میں صبح سے لیکر
نصف النہار تک نمازیں پڑھتے تھے، نصف النہار کے وقت رک جاتے اور ظہر کے وقت سے لیکر پھر عصر
تک یہ سلسلہ جاری رہتا اس عبادت و ریاضت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نوجوانان جنت
کے سردار کا لقب عطا فرمایا۔ (سیر الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ میں سے تھے۔ آپ کا سارا گھر صبح سویرے بیدار ہو کر
عبادت میں مشغول ہو جاتا تھا، خود صبح صادق سے طلوع آفتاب تک تسبیح و تہلیل میں معروف رہتے تھے
حضرت ابو وائل رضہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہم لوگ صبح کی نماز پڑھ کر عبداللہ بن مسعود کے پاس گئے، دروازے
پر کھڑے ہو کر سلام کیا، اندر آنے کی اجازت ملی لیکن ہم لوگ تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرے رہے اتنے میں
لونڈی نے آکر کہا۔ آتے کیوں نہیں؟ ہم لوگ گھر میں گئے، تو وہ بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے تھے۔ کہا، اجازت ملنے
کے بعد تم لوگوں کو اندر آنے سے کس نے روکا تھا؟ ہم لوگوں نے کہا کسی نے نہیں، خیال ہوا بعض اہل بیت
سو رہے ہوں، کہا۔ ابن ام عبد کی اولاد پر تم نے غفلت کا گمان کیا؟ اسکے بعد پھر تسبیح میں مشغول ہو گئے
جب سمجھے کہ آفتاب نکل چکا ہے۔ تو لونڈی سے کہا دیکھو آفتاب طلوع ہوا اس نے جا کر دیکھا
تو ابھی طلوع نہ ہوا تھا، پھر تسبیح میں مشغول ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر لونڈی سے کہا دیکھو آفتاب
طلوع ہوا، اس نے جا کر دیکھا تو طلوع ہو چکا تھا تو پھر یہ دعا پڑھی "اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو

کی کے دن معاف کر دیا" مہدی راوی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی کہا تھا "اور ہمارے گناہوں کے بدلے میں ہم کو ہلاک نہیں کیا" (مسلم)

آپ وقت پر نماز پڑھنے کے سخت پابند تھے ایک مرتبہ ولید بن عقبہ والی کوفہ کو مسجد پہنچنے میں دیر ہوگئی حضرت عبداللہ نے بغیر توقف نماز پڑھا دی۔ ولید نے برہم ہو کر کہلا بھیجا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ کیا امیر المومنین کا کوئی حکم ہے یا اپنی ایجاد؟ انھوں نے جواب دیا، نہ تو امیر المومنین کا حکم ہے اور نہ اپنی ایجاد، البتہ خدا کو یہ ناپسند ہے کہ تم اپنے مشاغل میں مصروف رہو اور لوگ نماز میں تمھارے منتظر رہیں۔ (مسند احمد)

خشیت الٰہی اور خوف قیامت سے حضرت عبداللہؓ کا دل ہمیشہ مضطرب رہتا تھا وہ فرمایا کرتے تھے کاش میں مرنے کے بعد اٹھایا نہ جاتا۔ (طبقات)

صحابۂ کرام کے ذوق نماز اور خشوع و توجہ الی اللہ کے متعلق ایک واقعہ قابلِ مطالعہ ہے جسے مورخین نے لکھا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت تھا مجاہدین اسلام مصر میں سرگرم جہاد تھے اسلامی لشکر قصر شمع سے تھوڑے فاصلے پر بمقام حجر الحصا خیمہ زن تھا مسلمانوں کی رسد ختم ہوگئی تھی، حضرت یوقنا چار ہزار سواروں کو لیکر قصبہ جوف کی طرف رسد کی تلاش میں گئے ہوئے تھے، مصریوں کا سپہ سالار مقوقس شاہ مصر کا بیٹا ارطولیس تھا جاسوسوں کے ذریعہ اسے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی چار ہزار فوج رسد کی تلاش میں کہیں دور چلی گئی ہے تو اس نے اسلامی کیمپ پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا، اس کے مشیروں نے کہا حملے کا اس سے بہتر موقع وہ ہوگا جب مسلمان نماز میں مصروف ہوں گے، اس مشورے کے مطابق ارطولس نے پروگرام بنا لیا۔

دوسرے روز جمعہ تھا، ارطولس نے ایک روز پہلے ہی اپنے چچا زاد بھائی ماطیوس کو چار ہزار لشکر کے ساتھ نماز کی حالت میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کر دیا ماسیوس کوہ مقطم کے پیچھے

اس مقام پر اپنی فوج کے ساتھ چھپ گیا جو اب مسجد موسیٰ کہلاتا ہے، یہ مقام اسلامی لشکرگاہ سے صرف نصف میل کے فاصلے پر تھا۔

حضرت عمرو بن العاص مجاہدین اسلام کے سپہ سالار اعظم تھے، انھوں نے جمعہ کا خطبہ دیا نماز کے لئے مصلے پر کھڑے ہوئے، مجاہدین نے ان کی اقتدا کی، جیسے ہی مسلمان سجدے میں گئے اسیوس اپنے چار ہزار لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا، صف شکن اسلامی مجاہدین کی صفیں خدا کے عبادتگزار بندوں کی صفوں میں تبدیل ہو چکی تھیں، وہ اسوقت میدان جنگ میں نہ تھے، اپنے خدا کے حضور قیام اور رکوع و سجود میں مصروف تھے، ان پر بے پناہ تلواریں برس رہی تھیں لیکن جیسے انکو کچھ خبر ہی نہ تھی، گویا ان کے نزدیک کچھ ہو ہی نہیں رہا تھا، ان کے خشوع اور توجہ الی اللہ میں تام کو بھی فرق واقع نہ ہوا جن پر تلواروں نے اپنا کام کیا وہ خاک و خون میں غلطاں ہو گئے اور باقی کامل سکون و وقار کے ساتھ نماز میں مشغول تھے، پچھلی تین صفیں خاک پر ڈھیر ہو چکی تھیں، اسی حالت میں حضرت یوقنا اپنی فوجیں لئے ہوئے واپس آگئے، یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے عمامہ سر سے اتار کر زمین پر پھینک دیا۔ مجاہدین کو للکارا۔ مسلمانو! آگے بڑھو، اپنے بھائیوں کو بزدل دشمن سے بچاؤ جو نماز کی حالت میں نہتوں کو قتل کر رہے ہیں۔

یہ پکار سنتے ہی حضرت یوقنا کی فوج نے مصریوں کو تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیا اتنے میں حضرت عمرو بن العاص نے سلام پھیرا، نماز ختم ہوتے ہی باقی مسلمانوں نے بھی تلواریں سنبھال لیں، اب دونوں طرف سے مصری مسلمانوں کے حلقے میں تھے دیکھتے ہی دیکھتے چار ہزار مصریوں کی لاشیں خاک و خون میں تڑپنے لگیں، اسیوس بھی جان سلامت نہ لے جا سکا برسر میدان مارا گیا۔

جو مسلمان اپنے خدا کے حضور رکوع و سجدہ کی حالت میں شہید ہوئے انکی تعداد ۳۰۴ تھی۔

خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اہتمام جماعت

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی شدید تاکید فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام تا امکان جماعت ترک نہ کرتے تھے حتیٰ کہ بعض ایسے حضرات بھی تھے جو مسجد تک جا نہیں سکتے تھے لیکن وہ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں جاتے اور جماعت میں شریک ہوتے تھے۔

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت تھی کہ بارش اور اندھیرے میں لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کریں لیکن صحابہ کرام کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتنا شوق تھا کہ وہ بارش اور سخت اندھیرے کی حالت میں بھی مسجد میں آتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اسلام اور مسلمانوں کی ساری ذمہ داریاں آپ کے سر آ پڑیں آپ کی مصروفیت کی انتہا نہ تھی لیکن اس حالت میں قیام نماز اور اہتمام جماعت کی طرف سے غافل نہ تھے۔ ایک بار آپ نے اپنے تمام والیان و امرا کے نام ذیل کا گشتی فرمان جاری کیا۔

یاد رکھو! تمھارے سب کاموں میں سب سے زیادہ اہتمام کے قابل میرے نزدیک قیام نماز ہے۔ کیونکہ جس نے نمازوں کی حفاظت کی اور ان کو پابندی کے ساتھ وقت سے ادا کرتا رہا اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا۔ اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا، وہ دوسری چیزوں کو بھی بالکل ضائع کر دیگا۔

خبردار! ہر چیز کا سایہ ایک ہاتھ ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھ لیا کرو، اور جب آفتاب غروب کے پہلے سوا دو فرسخ یا تین فرسخ اونچا رہ جائے اور زرد نہ ہوا ہو عصر کی نماز ادا کیا کرو، اور جیسے ہی آفتاب غروب ہو مغرب کی نماز پڑھ لیا کرو، اور شفق کے غائب ہونے سے لیکر تہائی رات گزرنے تک عشا پڑھو، یاد رکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص عشا کی نماز سے

پہلے سوئے خدا کرے اس کی آنکھوں کو آرام نہ ملے اور صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھو جب تارے نظر آ رہے ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ علی الصبح گھر سے نکلتے درہ ہاتھ میں ہوتا گلی کوچے کے لوگوں کو درّے سے جگاتے اور ان کو نماز باجماعت کیلئے مسجد جانے کی تاکید کرتے۔ اس کا خیال رکھتے کہ کون شخص شریک جماعت ہوا اور کون نہیں اور جسے مسجد میں نہ دیکھتے اس کا حال دریافت فرماتے حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے وہ ایک روز فرض کی جماعت میں نظر نہ آئے آپ کو ان کی خیریت معلوم کرنے کی فکر لگی رہی کچھ دن چڑھے بازار تشریف لے گئے راستے میں حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کا مکان پڑتا تھا، ان کی خیریت معلوم کرنے کے لئے ان کے دروازے پر جا کر آواز دی۔ اندر سے ان کی بوڑھی ماں نکلیں۔ اور عرض کیا کیسے تکلیف فرمائی، آپ نے فرمایا۔ آج فجر کی جماعت میں سلیمان نظر نہیں آئے، ان کی خیریت دریافت کرنے آیا ہوں۔ ضعیفہ نے عرض کیا۔ امیرالمومنین، وہ آج رات بھر جاگ کر عبادت میں مصروف رہے۔ انھوں نے سوچا اگر وہ جماعت کا انتظار کرتے رہے اور نیند آ گئی تو فجر کی نماز قضا ہو جائے گی اس خیال سے وہ گھر ہی پر نماز فجر ادا کر کے سو گئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سنکر نہایت برہم ہوئے اور فرمایا۔ تم لوگوں پر افسوس، خدا کی قسم میرے نزدیک فجر کی نماز جماعت سے ادا کرنا تمام رات جاگ کر عبادت کرنے سے بہتر ہے اگر انھیں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شب بیداری کریں گے تو نماز فجر باجماعت نہ پڑھ سکیں گے تو تم نے انھیں شب بیداری سے روکا کیوں نہیں؟ تم نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ جو شخص اذان کی آواز سنکر کسی صحیح عذر کے بغیر جماعت میں حاضر نہیں ہوا اسکی نماز نماز ہی نہیں۔

حضرت سلیمان کی ماں نے عرض کیا۔ امیرالمومنین! واقعی بڑی کوتاہی ہوئی اللہ تعالےٰ سے ہماری معافی کے لئے دعا کیجئے انشاءاللہ اب کبھی ایسا نہ ہوگا (خلفائے راشدین)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سخت سے سخت مصروفیتیں بھی نمازِ جماعت سے روک نہیں سکتی تھیں، آج کل عموماً لوگ کاروبار کی مصروفیتوں میں جماعت کو کون کہے نماز ہی گنوا بیٹھتے ہیں لیکن صحابۂ کرام کے بارے میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

۔ صحابہ کاروبار میں مصروف رہتے تھے لیکن فرض نمازوں کا باجماعت پڑھنا ترک نہیں کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بازار میں تھا کہ نماز کا وقت آگیا تمام لوگ دوکانیں بند کرکے مسجد میں پہونچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انھیں صحابۂ کرام کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا	ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید و فروخت
بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

صحابہ کے نزدیک نماز کے مقابلے میں کاروبار کی توخیر کیا حقیقت تھی میدانِ جنگ میں بھی وہ نماز قضا کرنے والے نہ تھے اور اگر ایسی حالت میں کبھی ایسا اتفاق پیش آجاتا تو ان کے غم و غصے کی انتہا نہ رہتی تھی، غزوۂ خندق میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے اور آفتاب ڈوبنے کے قریب آگیا تو آپ کفار کو برا بھلا کہتے ہوئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ، سورج غروب ہو رہا ہے اور میں نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ (خلفائے راشدین)

صحابۂ کرام جماعت کے ساتھ ساتھ اوقاتِ نماز کی بھی نہایت سختی سے پابندی کیا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک پرخطر کام کے لئے ایک جگہ بھیجا وہ ابھی منزل پر نہ پہونچے تھے کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا، یہ سوچ کر کہ نماز میں دیر نہ ہو جائے انھوں نے نماز کی نیت باندھ لی اور اشاروں میں نماز پڑھتے ہوئے چلے۔

صحابۂ کرام حضرت رسول

اگر میں نے جو کچھ دیکھا میرے لئے وہی کافی ہے اور وہاں

درجہ پاس و لحاظ رکھتے تھے وقت کی پابندی۔

منزل مقصود پہ پہنچنا بھی ضروری۔ دیکھئے انھوں نے کس طرح (تابعین)

لحاظ سے غیر معمولی امتیاز

انجام دینے کی کوشش کی۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے تھے ان کا گھر مسجد سے بہت دور تھا اور راستے میں جھاڑ جھنکاڑ بھی پڑتے تھے ان کے پاس کوئی راستہ بتانے والا بھی نہ تھا کہ جو ان کو مسجد تک پہونچا دے اتنی مجبوریوں کے ہوتے ہوئے حضرت ابن ام مکتوم مسجد نبوی میں آکر نماز پڑھتے تھے۔ (سیر الصحابہ)

مدینے میں بنو سلمہ کے گھرانے کے لوگوں کا محلہ مسجد سے بہت دور تھا اور لوگوں نے اس خیال سے کہ کہیں کسی وقت کی جماعت نہ چھوٹ جائے اپنا دور کا محلہ چھوڑ کر مسجد کے آس پاس آباد ہونا چاہا اور اس کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ حضور نے ان لوگوں کو اسلئے روک دیا کہ ایک محلہ اجاڑ ہوجاتا ہے اور ان سے کہا کہ تم اسی محلہ میں رہو تم کو تمھارے ہر قدم پر ثواب ملے گا جو تم مسجد کی طرف آؤ گے۔ (سیر الصحابہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو جب ان کے دشمنوں نے گھیر لیا اور چالیس دن تک گھیرے رکھا اور اسقدر سختی کی کہ کھانے پینے کی کوئی چیز گھر میں نہ جانے دیتے یہانتک کہ گھر سے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے بھی نہ نکلنے دیتے تھے۔ ایک دن حضرت عثمان نے اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا۔ لوگو! تم یہ جانتے ہو کہ جب رسول اللہ مدینے میں آئے تو یہ مسجد بہت تنگ تھی اسوقت آنحضرت نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو اس زمین کو خرید کر اللہ کے نام پر مسجد میں شامل کردے تو اس کو اس سے عمدہ جگہ جنت میں ملے گی اسوقت آنحضرت کے حکم کو

میں بھی بجالایا اور میں نے بھی اس زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کر دیا اور آج تم مجھے اس مسجد میں نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے ہو۔ (خلفائے راشدین)

حضرات تابعین اور ائمہ کی نماز

خشوع و خضوع

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو دربارِ رسالت سے غائبانہ طور پر "خیر التابعین" کا خطاب عطا ہوا تھا، آپ اہل دنیا کی نظروں سے پوشیدہ شب و روز نماز اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات پلک سے پلک نہ ملتی تھی، آپنے یہ معمول بنا لیا تھا کہ ایک شب قیام میں گذارتے، دوسری رکوع میں اور تیسری سجدے میں، اسی طرح ایک شب ایک حالت کے لئے خاص تھی، آپ سے عرض کیا گیا کہ حضرت نماز کا یہ کیا طریقہ ہے؟ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ نماز میں ایسے خشوع کے ساتھ سجدہ کروں کہ صبح ہو جائے اکثر ایسا ہوتا کہ رات کی طرح بھی عبادت و ریاضت ہی میں گذر جاتا، حضرت ربیع بن خثیم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت اویس کی ملاقات کو گیا۔ وہ نمازِ فجر میں مشغول تھے، میں بیٹھ گیا کہ وہ نماز و اذکار سے فارغ ہوں تو ملوں، لیکن وہ فجر سے لیکر ظہر تک نماز ہی میں مشغول رہے اس کے بعد بھی نماز کا سلسلہ جاری رہا، وہ ظہر کے بعد عصر تک اور عصر کے بعد مغرب تک نماز و عبادت ہی میں مصروف رہے، میں نے سوچا شائد مغرب کے بعد وہ روزہ افطار کرنے کے لئے گھر جائیں، لیکن وہ عشا تک اور اس کے بعد فجر تک نماز ہی پڑھتے رہے دوسرے روز نماز کے بعد نیند کا کچھ اثر ہوا لیکن پھر ہوشیار ہو گئے اور دعا مانگنے لگے کہ۔ خدایا! میں سونے والی آنکھ اور سیر نہ ہونے والے شکم سے تیری پناہ چاہتا ہوں،

میں نے یہ حال دیکھکر دل میں کہا کہ میں نے جو کچھ دیکھا میرے لئے وہی کافی ہے اور وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔

(تابعین)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اسلامی علوم اور اعمال کے لحاظ سے غیر معمولی امتیاز و شہرت رکھتے ہیں، ان کے والدین غلام تھے لیکن وہ اپنے علم و عمل کے باعث آزادوں کے امام اور پیشوا بن گئے آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے زیر شفقت پرورش پائی تھی۔ بہت سے صحابہ کو دیکھا تھا اور ان سے فیض حاصل کیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۱۳-۱۴ برس کے تھے اور ازواج مطہرات کے گھروں میں بے تکلف آتے جاتے تھے تفسیر و حدیث اور فقہ میں ان کو مجتہدانہ حیثیت حاصل تھی۔ علم ظاہر کے ساتھ علم باطن میں بھی کمال حاصل تھا چنانچہ آپ روحانی حلقہ کے بھی امام مانے جاتے ہیں، صوفیائے کرام میں جو محاسن و خصائص ہونے چاہئیں وہ سب آپ کی ذات میں موجود تھے، یونس کا بیان ہے کہ وہ ہمیشہ ملول و مغموم رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہے، زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو فرط تاثر سے زار زار رویا کرتے تھے۔

خوف خدا کا ہر وقت غلبہ رہتا تھا۔ چنانچہ یونس بن عبید کہتے ہیں کہ جب آتے تو معلوم ہوتا اپنے کسی قریبی عزیز کو دفن کر کے آ رہے ہیں، جب بیٹھتے تو معلوم ہوتا ایسے قیدی ہیں جس کی گردن مارے جانے کا حکم ہو چکا ہے اور جب دوزخ کا ذکر کرتے تو معلوم ہوتا دوزخ انھیں کیلئے بنائی گئی ہے۔

آپ کی مجلس میں آخرت کے علاوہ کسی چیز کا ذکر ہی نہ ہوتا، اشعث کہتے ہیں کہ جب ہم حسن کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم سے نہ کوئی دنیاوی خبر پوچھی جاتی اور نہ کوئی خبر دی جاتی بس صرف آخرت کا تذکرہ رہتا۔

آپ فرض اور سنت نمازیں تو لوگوں کے سامنے پڑھتے لیکن آپ کی خاص عبادت کے لئے گوشہ تنہائی مخصوص تھا۔ اس حالت میں آپ کسی اور ہی عالم میں ہوتے حضرت حسن بصریؒ ایک بار مکہ معظمہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ امام شعبی نے آپ کے ایک ملنے والے سے جن کا نام حمید تھا حضرت حسن سے تخلیہ میں ملنے کی خواہش ظاہر کی، انھوں نے حضرت حسن سے ذکر کیا، فرمایا جب چاہے آئیں۔ چنانچہ امام شعبی ایک روز گئے۔ حمید دروازے پر موجود تھے، انھوں نے کہا حسن گھر میں تنہا ہیں، اندر چلے جائیے لیکن انھیں تنہا جانے کی ہمت نہ ہوئی حمید کو ساتھ لے گئے جس وقت یہ دونوں آدمی اندر پہنچے حضرت حسنؒ پر ایک خاص کیفیت طاری تھی، قبلہ رو بیٹھے کہہ رہے تھے: ابن آدم، تیرا وجود نہ تھا تجھے وجود عطا کیا گیا۔ تو نے مانگا تجھے دیا گیا لیکن جب تیری باری آئی تو تو نے انکار کر دیا۔ افسوس تو نے کتنا برا کام کیا: یہ کہتے اور بیہوش ہو جاتے، ہوش میں آتے تو پھر یہی کلمے دہراتے۔

امام شعبی نے کہا۔ واپس چلو، اس وقت شیخ دوسرے عالم میں ہیں

(تابعین)

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام حضرت امام حسین علیہ السلام کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، آپ کا نام علی اور لقب زین العابدین ہی، کربلا میں یہی زندہ بچ گئے تھے، اور اہل بیت کی ساری مصیبتیں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں۔

حضرت زین العابدین طاعت، عبادت اور زہد و ورع کے پیکر تھے۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین سے زیادہ عبادت گذار اور صاحب ورع کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کا زیادہ تر وقت عبادت میں بسر ہوتا تھا، رات اور دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتے، مرتے دم تک آپ کا یہی معمول رہا، سفر و حضر کسی حالت میں تہجد ترک نہ ہوتی،

آپ کے خشوع و خضوع کے متعلق عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا، لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا تم لوگ کیا جانو کہ میں کس کے حضور کھڑا ہوتا ہوں

اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں۔

نماز کی حالت میں آپ پر ایک استغراقی کیفیت طاری ہوتی چنانچہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے خدام بے تکلف باتیں شروع کر دیتے اور باتیں بھی ایسی کرتے جو عام حالات میں آپ کے سامنے زبان پر نہیں لا سکتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ - خدام نے جواب دیا۔ حضرت جب نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو ان کو ہماری گفتگو کی خبر نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، سجدے کی حالت میں تھے کہ پاس ہی آگ لگی، لوگوں نے پکارنا شروع کیا۔ اے ابن رسول! آگ لگی۔ لیکن آپنے سجدے سے سر نہ اٹھایا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے آگ کی طرف سے بے خبر کر دیا تھا۔ جواب دیا۔ دوسری آگ (آتش جہنم) نے۔

(تابعین)

حضرت عمر بن عبدالعزیز بڑے پایہ کے تابعی اور خاندان امیہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے آپ ساری ساری رات جاگ کر نماز پڑھتے اور عبادت کرتے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے زیادہ کسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ کا عام معمول تھا کہ عشا کی نماز پڑھ کے اپنی مسجد میں بیٹھ کر دعائیں کرتے اور روتے جاتے روتے روتے آنکھ لگ جاتی۔ کچھ دیر میں پھر آنکھ کھلتی تو یہی مشغلہ جاری ہو جاتا حتی کہ دوبارہ سو جاتے، ساری رات یونہی گذر جاتی، ایک رات آپنے نماز میں قیامت کے متعلق یہ آیت پڑھی

يوم يكون الناس كالفراش — اس روز انسان ایسے ہوں گے جیسے بکھرے
المبثوث و تكون الجبال — ہوئے پتنگے۔ اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے
كالعهن المنفوش — دھنی ہوئی رنگین اون۔

اس آیت کا آپ پر یہ اثر ہوا کہ آپ چیخ مار کر اس طرح گرے گویا جان نکل جائے گی۔

پھر اس طرح بے حس و حرکت ہو گئے جیسے دم نکل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے
پھر چیخ مار کر گر پڑے اور گھر بھر میں دوڑ دوڑ کر کہنے لگے۔ ہائے وہ دن جب انسان بکھرے
ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے، اور پہاڑ دھنی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے صبح تک آپ
کی یہی حالت رہی۔ پھر اس طرح گرے جیسے جان نکل گئی ہو۔ یہاں تک کہ موذن کی آواز نے
ہوشیار کیا۔ اسی طرح ایک دن نماز میں یہ آیت پڑھی۔

وقفوھم انھم مسئولون — انکو ٹھہراؤ کہ ان سے باز پرس کی جائے گی۔

تو اتنے متاثر ہوئے کہ اسی کو بار بار دہراتے رہے اور اس سے آگے نہ بڑھ سکے (تابعین)

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ ایک باخدا تابعی تھے، وہ رات کی تاریکی میں نماز
پڑھتے اور ساری ساری رات عبادت میں گذار دیتے تھے۔ وہ نماز میں اکثر موثر اور نصیحت
آمیز آتیں پڑھتے اور ان کی تکرار کرتے ہوئے صبح کر دیتے تھے۔ حضرت ربیع کے غلام کا
بیان ہے کہ وہ رات کی تاریکی میں تہجد پڑھنے کھڑے ہوتے جب اس آیت پر پہونچتے

ام حسب الذین اجترحوا	کیا انھوں نے برائیاں کمائی ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انھیں
السیئات ان نجعلھم کالذین	ان لوگوں کے برابر ٹھہرائے جائیں گے جو ایمان لائے اور جنھوں
امنوا وعملوا الصلحت سواءً	نے اچھے اعمال کئے ہیں ان کی زندگی اور موت
محیاھم ومماتھم ساءَ ما یحکمون	برابر ہوگی؟ وہ لوگ کیا ہی برا فیصلہ
(جاثیہ)	کرتے ہیں۔

تو اسے دہراتے دہراتے صبح کر دیتے۔ (تابعین)

حضرت منصور بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم جلیسوں
میں تھے، اس عہد کے ممتاز علماء اور خاصان حق میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ کا بیشتر وقت

عبادت وریاضت میں بسر ہوتا تھا، وہ نفل نمازوں میں قرآن مجید کا بڑا حصہ پڑھ ڈالتے تھے چنانچہ ہشام بن حسان کا بیان ہے کہ ایک بار میں مغرب اور عشا کے درمیان منصور کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا، انھوں نے دوسری رکعت میں سورۂ نحل تک پڑھ ڈالا،

حضرت منصور پر نماز میں ایسی رقت طاری ہوتی تھی کہ آنسو پونچھتے پونچھتے عاجز ہو جاتا تھا۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ مشہور تابعی اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نامور شاگرد ہیں، قرآن مجید کی تفسیر میں آپ کو غیر معمولی شہرت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس طرح دینی علوم سے مالامال فرمایا تھا، توفیق عمل کی گراں مایہ دولت بھی عطا کی تھی، آپ خدا کے خوف سے ہر وقت اشکبار رہتے تھے۔ رات کی تنہائی میں مصروف عبادت ہوتے تو زار زار روتے، اس طرح ہر وقت کی گریہ زاری سے آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا اور بینائی کم ہوگئی تھی، نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھتے اور کبھی کبھی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر دیتے اور موعظت کی آیات کو بار بار دہراتے، سعید بن عبید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر کو امامت کی حالت میں آیۂ کریمہ

اذ الاغلال فی اعناقھم — جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے

والسلاسل یسحبون فی الحمیم — اور زنجیریں اور وہ کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے گھسیٹے جائیں گے۔

کو بار بار دہراتے سنا ہے۔

قسم بن ایوب کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان کو آیت

واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ (بقرہ) — اس دن سے ڈرو جب تم خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

بیس مرتبہ سے زیادہ دہراتے ہوئے سنا ہے۔

حضرت ابراہیم بن یزید التیمی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں کھڑے ہوتے تو آپ کو کسی بات کی خبر نہ رہتی آپ پر ایسا کیف و استغراق طاری ہو جاتا کہ سجدے کی حالت میں چڑیاں آپ کی پشت پر بیٹھ جاتیں لیکن آپ کو کچھ خبر نہ ہوتی۔

حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے ممتاز تابعی اور فقیہ تھے ان کی نماز بڑی ہی محویت اور استغراق کی ہوتی تھی ابن عون کا بیان ہے کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بے جان لکڑی معلوم ہوتے، ان کے جسم اور لباس میں ذرا بھی حرکت نہ ہوتی نماز کی حالت میں کسی خطرے کا بھی ان کو احساس نہ ہوتا، وہ ایکبار نماز میں مشغول تھے کہ ان کے پہلو میں آگ لگی اور بجھ گئی لیکن ان کو خبر تک نہ ہوئی، حضرت مسلم کو بیماری کے سوا دوسری کسی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا پسند نہ تھا کسی نے ان سے کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا۔ فرمایا۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ بیماری کے علاوہ خدا مجھے کسی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوا دیکھے۔ (تابعین)

حضرت احنف بن قیس بصرہ کے رہنے والے مشہور تابعی اور بنی تمیم کے سرداروں میں تھے ایران اور عراق کی فتوحات میں آپ نے خاص طور پر حصہ لیا تھا، آپ جس درجہ کے مجاہد اور سیاستداں تھے اسی درجہ کے زاہد اور عبادتگذار بھی تھے، رات کے وقت جب دنیا خواب شیریں کے مزے لیتی ہوتی آپ مصروف عبادت ہوتے اور رات کی اسی تنہائی میں اپنے اعمال کا جائزہ بھی لیتے۔

ابو منصور کا بیان ہے کہ احنف کی نماز کا وقت عموماً رات کو ہوتا تھا، وہ چراغ جلا کر اسکی لو پر انگلی رکھتے، اور نفس سے خطاب کر کے کہتے۔ تجھ کو فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟۔

ضعف پیری میں جبکہ قویٰ بعضے کے متحمل نہ رہ گئے تھے اُن کے ایک ملنے والے نے جن کا نام زید تھا کہا کہ اب آپکے قویٰ بہت ضعیف ہو گئے ہیں، روزے آپکو اور زیادہ کمزور کردیں گے، جواب دیا

میں نے کو ایک بہت لمبے سفر کیلئے تیار کر رہا ہوں"۔ قرآن کی تلاوت سے خاص شغف تھا جب تنہائی ہوتی نسخۂ قرآن لے کر بیٹھ جاتے ان عبادتوں پر بھی پورا اعتماد نہ تھا، خدا سے عرض کیا کرتے تھے۔ خدایا اگر تو میری مغفرت کر دے تو یہ تیری رحمت ہے اور اگر سزا دے تو میں اس کا مستحق ہوں"۔ (تابعین)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے رعب و جلال سے ان کی یہ حالت ہو جاتی تھی جیسے جسم کا خون خشک ہو گیا ہے۔ (کتاب الصلوٰۃ امام احمد)

حضرت محمد بن منکدر حدیث کے ممتاز حافظ تھے، آپ ایک رات نماز تہجد میں زار زار روئے کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ تلاوت میں یہ آیت آگئی تھی۔

وبدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون ٥

اللہ کی طرف سے ان کے لئے عذاب کا وہ معاملہ پیش آئے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔

حضرت محمد بن منکدر وفات کے وقت بہت گھبرا رہے تھے۔ لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا، اس آیت میں جو وعید ہے اسی کے پیش آنے سے ڈر رہا ہوں۔ (فضائل نماز)

حضرت ثابت بنانی بصرہ کے مشہور تابعی اور حافظ حدیث تھے، آپ جس مسجد کی طرف سے گزرتے اس میں نماز ضرور پڑھتے، تہجد کی نماز میں آیہ کریمہ،

اكفرت بالذى خلقك من تراب ثم من نطفة

اے انسان تو اس ہستی سے انکار کرتا ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا۔

کو ختم تک بار بار دہراتے اور زار زار روتے،

آپ صائم الدہر تھے روزہ کبھی ناغہ نہ کرتے رات دن میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے آپ کا ارشاد تھا کہ کسی شخص میں چاہے ساری دنیا کی بھلائیاں کیوں نہ ہوں لیکن جب تک وہ روزہ نماز کا پابند نہ ہو وہ عابد نہیں ہو سکتا"۔ (تابعین)

حضرت ثابت نماز میں اس کثرت سے روتے کہ لوگ تعجب کرتے تھے کسی نے عرض کیا، اس طرح تو آپ کی آنکھیں چلی جائیں گی، آپ نے فرمایا اگر ان آنکھوں سے رویا نہ جائے تو ان کا فائدہ ہی کیا۔

حضرت ثابت ہمیشہ دعا کیا کرتے تھے کہ خدایا! اگر کسی شخص کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی اس کی اجازت دے دی جائے۔ ابوسنان کا بیان ہے کہ بخدا میں ان لوگوں میں ہوں جنھوں نے ثابت بنانی کو دفن کیا تھا، دفن کے دوران میں قبر کی ایک اینٹ گر گئی میں اسے اٹھانے کے لئے جھکا تو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے اپنے ساتھی سے کہا۔ دیکھو۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے کہا خاموش رہو جب حضرت ثابت کی تدفین ہو چکی تو میں نے ان کے گھر جاکر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کون کون سے اعمال کیا کرتے تھے انھوں نے پوچھا، آپ لوگ یہ کیوں دریافت کر رہے ہیں؟ میں نے واقعہ بیان کیا۔ حضرت ثابت کی صاحبزادی نے کہا وہ پچاس برس سے شب بیداری کرتے تھے اور روزانہ صبح کے وقت دعا کرتے تھے کہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی نعمت عطا فرمائے تو مجھے بھی عطا فرمانا۔ (فضائل نماز)

محمد بن نصر مشہور محدث گذرے ہیں۔ آپ پر نماز میں ایسی محویت طاری ہوتی تھی کہ تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا، آپ لکڑی کی طرح بے حس و حرکت کھڑے رہتے تھے۔ ایک بار حالت نماز میں پیشانی پر ایک بھڑ نے اس زور سے کاٹا کہ خون نکل آیا، پھر بھی آپ کے جسم کو حرکت نہ ہوئی اور نہ خشوع و خضوع میں کوئی فرق آیا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ائمہ اور مجتہدین میں جو مرتبہ ہے اس سے کون واقف نہیں، آپ خشوع و خضوع کے پیکر تھے چنانچہ زائدہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ حضرت امام کے ساتھ نماز عشاء پڑھی مجھے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا۔ امام صاحب نفل پڑھنے لگے میں ٹھہر گیا کہ آپ فارغ ہوں تو مسئلہ پوچھوں۔ جب آپ قرات کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے

قالوا انا کنا قبل فی اھلنا مشفقین فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم

(جنتی لوگ) آپس میں کہیں گے، اس سے پہلے جب ہم دنیا میں اپنے بیوی بچوں کے درمیان تھے خدا کے خوف سے ڈرتے رہتے تھے پھر اللہ نے ہم پر فضل فرمایا۔ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔

تو آپ بار بار اسی آیت کو دہرانے لگے یہانتک کہ صبح ہوگئی اور اسوقت بھی آپ کی زبان پر یہ آیت جاری تھی۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عشا کی نماز میں شریک ہوا آپ نے سورہ زلزال پڑھی جو قیامت کے بیان میں ہے اور جسکے آخر میں یہ آیت ہے۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ

جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ بھی اس دن اس کے بدلے کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ بھی اسکا بدلہ دیکھ لے گا۔

لوگ نماز پڑھ کے چلے گئے، میں ٹھہرا رہا، امام صاحب ٹھنڈی سانسیں بھر رہے تھے میں آپ کی یہ حالت دیکھ کر وہاں سے اٹھ گیا جب صبح کی نماز کے لئے مسجد میں گیا تو دیکھا امام صاحب ابھی تک غمزدہ بیٹھے ہیں، داڑھی ہاتھ میں ہے بڑی رقت کے ساتھ کہہ رہے ہیں اے وہ ذات جو ذرہ برابر نیکی اور ذرہ برابر بدی کا بدلہ دیگی اپنے غلام نعمان کو دوزخ کی آگ سے بچائیو!

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث گذرے ہیں آپ صوفی بھی تھے اور مجاہد بھی، ایکبار جہاد میں ایک کافر سے مقابلہ کر رہے تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا آپ نے کافر سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگی، اس نے منظور کر لیا آپ نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا فرمائی

کافر پر آپ کی نماز کا ایسا اثر پڑا کہ وہ آپ کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہو گیا۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نماز کی حالت میں سراپا محویت بن جاتے تھے آپ کے گرد و پیش کچھ بھی ہوتا آپ کو بالکل خبر نہ ہوتی۔ (کتاب الصلوٰۃ امام احمد)

حضرت عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کو دنیا وما فیہا کی خبر نہ ہوتی، آس پاس شور و غل ہوتا رہتا اور ان کو کچھ پتہ نہ چلتا۔ ایکبار ان سے پوچھا گیا کہ آیا آپ کو نماز میں کسی چیز کی بھی خبر ہوتی ہے فرمایا۔ ہاں مجھے اس چیز کی خبر ہوتی ہے کہ ایک روز اللہ کے حضور میں کھڑا ہونا ہوگا۔ اور جنت یا دوزخ دونوں میں سے کسی ایک میں جانا ہوگا۔ عرض کیا گیا۔ یہ نہیں پوچھا جاتا۔ ہماری کسی بات کی بھی آپ کو خبر ہوتی ہے، جواب دیا: مجھے نماز کی حالت میں تمہاری باتوں کی خبر ہونے سے میرے نزدیک کہیں بہتر یہ ہے کہ میرے جسم میں نیزے کے پھل داخل کر دیئے جائیں آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر نماز کی حالت میں آخرت کا منظر میرے سامنے پیش ہو جائے تب بھی میرے ایمان و یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا (فضائل نماز)

حضرت عامر بن عبد اللہ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی حالت میں آپکے ایمان بالغیب کا یہ عالم ہوتا گویا سب کچھ پیش نظر ہے

شوق و اہتمام

حضرت سلیمان بن طرخان تیمی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے بڑے عابد و زاہد تابعین میں تھے قائم اللیل اور صائم النہار تھے، چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی عصر سے لیکر مغرب تک تسبیح پڑھتے، نماز کے ہر سجدے میں ستر مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتے تھے۔ ان کے صاحبزادے معتمر بھی باپ کا صحیح نمونہ تھے، دونوں باپ بیٹے گھوم گھوم کر رات بھر مختلف مسجدوں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت مسعر بن کدام رحمتہ اللہ علیہ عراق کے ممتاز تابعی اور محدث تھے آپ کی والدہ ماجدہ بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں اُن کے فیض تربیت نے حضرت مسعر پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا۔ ان کی ماں بھی مسجد میں جاکر نماز پڑھا کرتی تھیں، اکثر دونوں ماں بیٹے ایک ساتھ مسجد جاتے حضرت مسعر نمدہ لئے ہوئے ہوتے تھے مسجد پہونچکر ماں کے لئے نمدہ بچھا دیتے جس پر کھڑی ہوکر وہ نماز پڑھتیں، حضرت مسعر علیحدہ مسجد کے اگلے حصے میں نماز میں مشغول ہو جاتے، نماز کے بعد آپ ایک مقام پر بیٹھ جاتے، اور شائقین حدیث آکر جمع ہو جاتے اور آپ حدیثیں سناتے۔ اس درمیان میں ان کی ماں عبادت سے فارغ ہو جاتیں حضرت مسعر درس ختم کرنے کے بعد ماں کا نمدہ اٹھاتے اور ان کے ساتھ گھر واپس آتے۔ ان کے صرف دو ٹھکانے تھے گھر یا مسجد، نماز کی کثرت کی وجہ سے پیشانی پر اونٹ کے گھٹے کی طرح نہایت موٹا گھٹا پڑ گیا تھا۔

حضرت عمرو بن شرحبیل رحمتہ اللہ علیہ بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے ابن حبان لکھتے ہیں کہ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کے بدن کے جوڑوں پر اونٹوں کی طرح گھٹے پڑ گئے تھے۔

حضرت اسود بن یزید رحمتہ اللہ علیہ فضل و کمال اور زہد و عبادت کے لحاظ سے کوفہ کے ممتاز ترین علماء میں تھے۔ تابعین کی جماعت میں آٹھ بزرگ زہد و عبادت میں زیادہ ممتاز اور مشہور تھے، حضرت اسود کا شمار بھی انھیں میں تھا،

آپ کا سب سے پسندیدہ مشغلہ نماز پڑھنا تھا، روزانہ سات سو نوافل پڑھتے تھے، اول وقت نماز پڑھنے کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ چاہے کسی کام اور کسی حالت میں ہوتے وقت آنے پر سب کچھ چھوڑ کر فوراً نماز ادا کرتے، وقت پر نماز پڑھنے کا اہتمام سفر کی حالت میں بھی ترک نہ ہوتا راستہ کیسا ہی دشوار گذار ہو نماز کا وقت آتے ہی سواری روک دیتے اور نماز پڑھ کر آگے بڑھتے۔

حضرت مسروق رحمتہ اللہ علیہ ایک محدث گذرے ہیں۔ ان کی بیوی کا بیان ہے کہ حضرت مسروق

اتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھتے تھے کہ ان کی پنڈلیوں پر ہمیشہ ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی، ان کی اس جفاکشی پر رویا کرتی تھی۔

حضرت ابراہیم بن یزید النخعی رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے ممتاز تابعین میں تھے۔ اپنے عہد کے جلیل القدر علما اور اصحاب فضل و کمال سے استفادہ کیا تھا آپ کا شمار حفاظ حدیث میں تھا طاعات و عبادات میں خاص ذوق و شغف رکھتے اکثر رات کی تنہائی میں چھپ کر عبادت کرتے۔

عام طور پر خراب و خستہ حال رہنا عباد و زہاد کا امتیاز سمجھا جاتا ہے لیکن حضرت ابراہیم نخعی کا طریقہ اس کے بالکل برعکس تھا اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔

خذوا زینتکم عند کل مسجد ہر نماز کے موقع پر اپنی زینت کر لیا کرو۔

حضرت ابراہیم نخعی اس حکم کی تعمیل اس طرح کرتے کہ شب میں جب عبادت کا ارادہ کرتے تو عمدہ حلہ زیب تن فرماتے بال سنوارتے آنکھوں میں سرمہ ڈالتے عطر لگاتے اسکے بعد مسجد میں جاتے اور رات بھر نماز و عبادت میں مشغول رہتے۔ نماز فجر سے فارغ ہو کر حلہ اتار دیتے اور معمولی لباس پہن لیتے۔

حضرت ابراہیم نخعی کی یہ نماز گویا "الصلوٰۃ معراج المومنین" کا مصداق تھی، وہ اس تصور سے مسجد میں جاتے اور نماز پڑھتے تھے گویا واقعی خدا کے قرب و حضوری میں حاضری دینے جا رہے ہوں اور حاضری دے رہے ہوں صبح مسجد سے لوٹتے تو شب بیداری اور عبادت کی وجہ سے تھک کر چور ہوتے۔ حضرت اعمش کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی اکثر نماز پڑھ کر ہمارے یہاں چلے آتے، دن چڑھے تک۔ ان کی یہ حالت رہتی کہ بیمار معلوم ہوتے۔ (تابعین)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ رات میں تین سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے ایک دن آپ کہیں سے تشریف لا رہے تھے راستے میں ایک عورت نے آپ کی طرف اشارہ کر کے دوسری عورت سے کہا یہ شخص ہر روز رات میں پانچ سو رکعتیں پڑھتے ہیں حضرت امام اعظم نے اسکی یہ بات سنی تو اس دن سے روزانہ رات میں پانچ سو رکعتیں پڑھنے لگے۔

آپ کے ایک شاگرد نے پوچھا ایسا نہیں ہوا کہ وہ ایسے وقت مسجد میں پہنچیں جب لوگ نماز ختم

اس نے پوچھا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟"

آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ خلاف کے زمانے میں اہل مدینہ نے

یحبون ان یحمدوا منافقین پسند کرتے ہیں کہ نہ دیکی خوبیاں تمین دن

بما لم یفعلوا ان کے ساتھ ان کی تعریف کی جائے" نہ میں کوئی

اور میں ایسے لوگوں میں شامل ہونا پسند نہیں کرتا۔

اس کے بعد تیس برس تک آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی کثرت نماز کے باعث آپ کے گھٹنوں میں اونٹوں کی طرح گھٹے پڑ گئے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ صرف دوپہر میں تھوڑی دیر سوتے تھے، فرماتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظمؒ کے شاگرد رشید اور بڑے پائے کے فقیہہ تھے آپ اپنے علمی مشاغل کی کثرت کے باوجود روزانہ دو سو رکعت نوافل پڑھتے تھے۔

حضرت بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ رکعتوں میں ایک قرآن شریف ختم کر ڈالتے تھے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ میں سے ہیں آپ رمضان کے مہینے میں ساٹھ قرآن مجید نماز کے اندر ختم کیا کرتے تھے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں کئی روز تک امام شافعیؒ کے یہاں مقیم رہا۔ آپ شب میں تھوڑی دیر کے لئے سوتے باقی رات نماز میں گزارتے۔ (فضائل نماز)

حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی ائمہ اربعہ میں سے ہیں حق گوئی ائمہ اور مجتہدین کی امتیازی خصوصیت رہی ہے انھوں نے حق کے مقابلے میں دنیا کے کسی قہر و جلال کی کبھی پروا نہیں کی حضرت امام احمد حنبلؒ بھی

انھیں خاصانِ حق میں سے تھے خلفائے عباسیہ میں سے خلیفہ مامون رشید معتزلیوں سے متاثر ہو کر کلام مجید کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا تھا اسکے جانشین خلیفہ معتصم کا بھی یہی عقیدہ تھا معتصم چاہتا تھا کہ حضرت امام حنبل رح بھی اس عقیدے کو قبول کریں اور آپ اس عقیدے کو سراسر باطل سمجھتے تھے معتصم نے آپ کو اتنے کوڑے لگوائے کہ آپ کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا اور آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی آپ کو ہوش آیا تو کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں روزے سے ہوں روزہ توڑ نہیں سکتا۔

اسحاق بن ابراہیم آپ کو اپنے مکان پر لے آئے، مسجد میں ظہر کی اذان ہوئی، جسم زخموں سے چور چور تھا اور تمام جسم سے خون بہہ رہا تھا لیکن آپ نے اسی حالت میں نماز پڑھی۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کے بدن سے خون جاری ہے، آپ کی نماز کیسے ہوئی؟ حضرت امام، امام نے جواب دیا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کیا۔

حضرت امام علیہ الرحمتہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار دن میں تین سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، آخر عمر میں تازیانوں کی ضرب سے بہت کمزور ہو گئے تھے پھر بھی رات دن میں ڈیڑھ سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے سات دن میں ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے، نماز عشاء کے بعد تھوڑی دیر سوتے پھر اٹھ کر صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔

آپ تنہائی پسند فرماتے تھے لیکن جماعت کی شرکت کی غرض سے مسجد میں تشریف لے جایا کرتے تھے

(سیرت امام حنبل رح)

اہتمامِ جماعت

حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے جلیل القدر تابعین میں تھے آپ جماعت کا اتنا اہتمام فرماتے تھے کہ چالیس برس اور ایک روایت کے مطابق پچاس برس تک ان کی ایک وقت کی

نماز باجماعت ناغہ نہیں ہوئی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ ایسے وقت مسجد میں پہنچیں جب لوگ نماز ختم کرکے واپس جارہے ہوں۔

یزید اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اختلاف کے زمانے میں اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی حمایت میں یزید کی بیعت توڑ دی تھی اسوقت یزید کی فوجیں تین دن تک برابر مدینۃ الرسول میں قتل عام کرتی اور لوگوں کو لوٹتی رہیں، اس پر آشوب زمانے میں کوئی شخص گھر سے باہر قدم نکالنے کی جرأت نہ کرتا تھا، مسجدوں میں بالکل سناٹا رہتا تھا، ایسے نازک وقت میں بھی حضرت سعید بن مسیب مسجد ہی میں جاکر نماز پڑھتے تھے۔ یزید کے خاندان والے انھیں دیکھ کر کہتے اس بوڑھے مجنون کو دیکھو اس حالت میں بھی مسجد جانا نہیں چھوڑتا۔" آپ نماز باجماعت کے خیال سے علاج اور صحت کے لئے ایسے مقامات پر نہ جاتے جہاں نماز باجماعت کا انتظام نہ ہوسکتا۔ ایک بار آپ کی آنکھ میں کچھ شکایت پیدا ہوگئی تھی لوگوں نے مشورہ دیا کہ مدینہ کے باہر عقیق چلے جایئے وہاں کے سبزہ زار سے آپ کی آنکھوں کو فائدہ پہونچے گا۔ فرمایا۔ رات اور صبح کی نماز کی حاضری کو کیا کروں۔

حضرت عمر بن دینار رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ کے ممتاز تابعین میں تھے آپ راتوں کا بیشتر حصہ عبادت میں گذارتے تھے۔ ایک تہائی شب سوتے تھے ایک تہائی میں حدیثیں پڑھتے تھے اور ایک تہائی نماز میں صرف فرماتے، آپ کا گھر مسجد سے کافی فاصلے پر تھا۔ لیکن کبھی نماز باجماعت ناغہ نہ کرتے جب بوڑھے ہوگئے اور چلنے پھرنے کی طاقت باقی نہ رہی جب بھی بالالتزام مسجد ہی میں نماز ادا کرتے، سفیان کا بیان [illegible] بڑھاپے میں لوگ انھیں لدے پر [illegible] پر سوار ہوکر مسجد میں جاتے۔ میں پہلے اپنی کمسنی کی وجہ سے ان کو گدھے پر سوار نہ کرسکتا تھا، لیکن بعد میں اس قابل ہوگیا تھا۔ میں ان کو ہمیشہ مسجد جانے کے انتظار ہی میں بیٹھا ہوا پاتا تھا۔

حضرت ابراہیم بن یزید التیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کیف وحال تابعی تھے آپ کو

نماز باجماعت میں اسقدر اہتمام تھا کہ ترکِ جماعت تو بڑی بات تھی تکبیر اولیٰ بھی قضا نہ ہونے پاتی تھی آپ کا ارشاد تھا کہ جسے تکبیر اولیٰ میں سستی کرتے دیکھو اس سے ہاتھ دھولو۔

گویا حضرت ابراہیم کے نزدیک ایسے شخص میں دین کے اعتبار سے کوئی خوبی و سعادت نہ تھی۔ جو تکبیر اولیٰ پانے کا اہتمام نہ رکھتا ہو، غور فرمایئے، پھر جماعت کا تارک آپ کے نزدیک کتنا گیا گذرا ہوگا۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے جلیل القدر تابعین میں تھے قاریٔ قرآن اور حافظِ حدیث تھے، دوسرے دینی علوم میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ فرائض کے خاص طور پر عالم مانے جاتے تھے، طاعت و عبادت میں آپ کا وہ مرتبہ تھا کہ عبادِ وقت میں شمار ہوتے تھے۔

ایک بزرگ خریبی کا بیان ہے کہ اعمش نے اپنے بعد کسی کو اپنے سے بڑا عبادت گذار نہیں چھوڑا آپ کو نماز سے اتنا شغف تھا اور اس بارے میں آپ کے اہتمام کا یہ حال تھا کہ ستر سال تک آپ نے جماعت تو کجا تکبیر اولیٰ تک ترک نہ کی۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ اعمش علم نافع اور عمل صالح دونوں کے سردار تھے۔ حق یہ ہے کہ علم انھیں کا علم ہے، جنھوں نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ ایک باخدا تابعی تھے۔ آپ نمازِ باجماعت کبھی ترک نہ کرتے آخر عمر میں فالج کے اثر سے چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے تھے لیکن اس حالت میں بھی جماعت قضا نہ ہوتی، کسی نہ کسی کے سہارے مسجد میں پہونچ جاتے، اور جب کوئی سہارا دینے والا نہ ملتا تو وہ خود ہی پاؤں گھسیٹتے ہوئے مسجد میں چلے جاتے تھے لوگ کہتے ابو یزید! اس مجبوری کی حالت میں تو آپ کو گھر پر نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے۔" آپ فرماتے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح سن کر اس کا جواب تو دینا ہی چاہیئے خواہ گھٹنوں ہی کے بل کیوں نہ چلنا پڑے۔

حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے ممتاز تابعی اور فقیہہ تھے۔ آپ اذان اور جماعت کا اس قدر لحاظ فرماتے تھے کہ اگر کسی دور کی مسجد کی اذان بھی آپ سُن لیتے تھے تو اس مسجد میں جا کر نماز پڑھتے تھے ایک بار کسی مسجد سے ہو کر واپس تشریف لے جا رہے تھے کچھ دور گئے تھے کہ اس مسجد کی اذان سنائی دی۔ اذان سنکر آپ مسجد کو لوٹ گئے۔ موذن نے پوچھا۔ آپ واپس کیوں چلے آئے؟۔ جواب دیا۔ تمھاری پکار سن کر۔

مسجدوں میں چراغ جلانا آپ کا خاص شغل تھا۔ اس لئے مسلم المصباح (چراغ جلانیوالے مسلم) آپ کا لقب ہو گیا تھا۔

(تابعین)

اولیاء اللہ کی نماز

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ائمہ اہل بیت میں سے ہیں آپ خاندان نبوت کے فضائل و محاسن کا زندہ پیکر تھے حضرت عمرو بن مقدام کا بیان ہے کہ جب میں حضرت جعفر بن محمد کو دیکھتا تو نظر پڑتے ہی معلوم ہو جاتا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔

حضرت امام جعفر علیہ السلام شب و روز عبادت میں مشغول رہتے تھے، آپ کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہ ہوتا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک زمانے تک آپ کی خدمت میں میرا آنا جانا رہا، میں نے ہمیشہ یا تو آپ کو نماز پڑھتے پایا یا روزے کی حالت میں یا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے۔

(تابعین)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نہایت زبردست ولی تھے آپ اس خیال سے پیٹ بھر کھانا نہ کھاتے تھے کہ عبادت میں کسل اور گرانی پیدا ہو جائے گی۔ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے خدا کی جناب میں اس طرح اپنی عجز و بیچارگی پیش کرتے۔

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں کس پاؤں سے آؤں! اور کس آنکھ سے قبلہ کی طرف نگاہ کروں؟ اور کس زبان سے تیرے اسرار بیان کروں؟ اور کس صفت کے ساتھ تیرا نام لوں؟ بے سر و سامان ہو کر تیری بارگاہ میں آیا ہوں۔ اور بے بسی کے باعث اس بے شرمی سے تیرے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اس کے بعد نیت باندھ کر نماز پڑھتے۔

ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی تکبیر تحریمہ کے وقت ان کی زبان سے "اللہ" نکلا، تو ان پر جلال الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا گویا ان کے بدن میں روح نہیں رہی، بالکل مبہوت سے ہو گئے۔ اور جب زبان سے "اکبر" کہا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

ایکبار عید کی رات میں جب آپ کی خواہش ہوئی کہ کل کھانے میں کوئی لذیذ چیز ہونی چاہیئے تو آپ نے دل کو سمجھایا۔ اگر تو اس پر راضی ہو کہ میں دو رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لوں تو تجھکو لذیذ چیز ہونی چاہیئے دل نے قبول کر لیا آپ نے دو رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھا۔ صبح کو لذیذ کھانے کا ایک لقمہ اٹھایا تھا کہ پھر رکھ دیا اور نماز میں مشغول ہو گئے، لوگوں نے پوچھا۔ حضرت! آپ نے ایسا کیوں کیا!

آپ نے فرمایا۔ جب میں نے کھانے کا ارادہ کیا تو دل نے کہا کہ آج دس برس کے بعد میری مراد پوری ہو رہی ہے میں نے لقمہ رکھ دیا اور کہا: خدا کی قسم، تیری امید پوری نہ ہو گی۔

حضرت سری سقطیؒ رحمتہ اللہ علیہ دکانداری کرتے تھے مگر نماز و عبادت کا یہ حال تھا کہ لوگوں کی نگاہ سے بچنے کے لئے دکان پر ایک پردہ ڈال دیا تھا، اسی کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے آپ روزانہ ہزار رکعت نمازیں پڑھتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ جو خود زبردست ولی کامل تھے بیان کرتے ہیں

کہ حضرت سری سقطی اٹھانوے برس تک رات کو سوئے نہیں میں نے آپ سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ سلوک کیا ہے؟

آپ نے پوچھا عام یا خاص؟

اس نے کہا دونوں بتا دیجئے۔

آپ نے فرمایا عام سلوک تو یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھے۔ مال ہو تو زکوٰۃ دے، شریعت کے تمام احکام کی اتباع کرے۔ اور خاص سلوک یہ ہے کہ دنیا ترک کرکے اللہ کی عبادت کرے اور سوائے خدا کے کسی سے طالب نہ ہو اور اگر کوئی کچھ دے تو بھی نہ لے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عشا کی نماز کے بعد رات بھر اس طرح نماز میں مشغول رہتے کہ چار رکعت نماز ادا کرتے اور سلام کے بعد کہتے: یہ نماز تو قبولیت کے لائق ادا نہ ہوئی: پھر نیت کرتے اور پھر سلام کے بعد یہی کہتے یہانتک کہ صبح ہو جاتی صبح کو عرض کرتے کہ خداوندا! میں نے بہتیری کوشش کی کہ ایسی نماز ادا کروں جو تیری بارگاہ کے لائق ہو مگر مجھ سے ادا نہ ہو سکی تیرے بہت سے بندے نمازی ہیں میرا بھی انھیں میں شمار کرلے۔" ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ میری آتنی عمر اسی تمنا میں گذر گئی کہ کوئی ایک نماز اس خشوع کے ساتھ ادا کروں کہ حضرت حق کی بارگاہ میں قابل قبول ہو مگر ابتک ادا نہ ہو سکی۔

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ کے پاس گیا وہ عشا کی نماز کے بعد کمبل میں لپٹ کر ایک کروٹ لیٹ گئے اور صبح تک اسی طرح پڑے رہے۔ نہ پہلو بدلا اور نہ کوئی حرکت کی صبح کو اٹھے اور اسی طرح فجر کی نماز پڑھ لی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ساری رات پڑے سوتے رہے اور صبح بغیر وضو ہی نماز پڑھ لی؟

حضرت ابراہیم بن ادہم نے جواب دیا۔ میں تمام رات کبھی جنت کے باغوں کی سیر کرتا رہا اور کبھی جہنم کی گھاٹیوں میں ٹھوکریں کھاتا رہا۔ ایسی حالت میں نیند کہاں آسکتی تھی ؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے عبادت گذار بندوں کی نسبت فرمایا ہے۔

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ — وہ کھڑے اور بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم اللہ کے ایسے ہی بندوں میں تھے وہ ساری رات ایک کروٹ پر لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہتے اس حالت میں کبھی ان کے سامنے جنت کا نقشہ آتا تھا اور کبھی جہنم کا۔ اور وہ ایمان و بصیرت کے اس مقام پر فائز تھے گویا وہ جنت کی رعنائیوں اور دلآویزیوں اور جہنم کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

اس فضل و کمال کے ساتھ خشوع کا یہ حال تھا کہ نماز پڑھ چکتے تو منہ ہاتھوں سے ڈھانپ لیتے فرماتے: میں ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ میری نماز میرے منہ پر مار دی جائے۔

آپ تمام رات نمازیں پڑھتے رہتے۔ انھوں نے پوچھا آپ کو نیند کیوں نہیں آتی آپ نے فرمایا کہ دم بھر آنکھ کے آنسو کم نہیں ہوتے جس کی یہ حالت ہو اس کے پاس نیند بیچاری کا گذر کیسے ہوسکتا ہے۔

ایک دن آپ نے کچھ کھانے کو نہ پایا تو والہانہ اظہار تشکر کیلئے چار سو رکعت نماز ادا کی، دوسرے دن پھر یہی صورت پیش آئی تو پھر آپ نے چار سو رکعت نماز شکرانہ پڑھی، کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ سات دن تک کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا رہا اور آپ برابر چار سو رکعت نماز پڑھتے رہے۔

گویا جس طرح ہم نماز سے بچنے کے لئے حیلے تلاش کیا کرتے ہیں خاصانِ حق نماز و عبادت کے لئے حیلے کی تلاش میں رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہو چکا تھا، والدہ ماجدہ چرخہ کات کر گذارہ کیا کرتی تھیں

جس روز فاقہ کی نوبت آتی ماں کہتیں۔ بیٹا! آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ اس مہمانی میں حضرت محبوب الٰہی کو ایسی لذت مل گئی تھی کہ جب چند روز تک فاقے کی نوبت نہ آتی تو کہتے "اماں! کئی دن ہو گئے۔ ہمیں اللہ کی مہمانی نہیں ملی"

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک مسلسل رات بھر جاگ کر عبادت الٰہی کرتے رہے اور کسی رات دم بھر کے لئے بھی نہیں سوئے جس رات کو آپ نے وصال فرمایا، لوگوں نے غیبی ندا سنی مات الورع۔ مات الورع۔ پرہیزگاری مر گئی۔ پرہیزگاری مر گئی"

حضرت ممنون رحمۃ اللہ علیہ روزانہ پانچ سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے علامہ زبیدی نے ان کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے بغداد میں چالیس ہزار درہم مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم کئے حضرت ممنون نے یہ بات سنی تو کہا۔ درہم تو ہمارے پاس ہیں نہیں، ہم یہی کریں کہ ہر درہم کے بدلے ایک رکعت نماز پڑھ ڈالیں یہ کہہ کر وہ مدائن گئے اور وہاں چالیس ہزار رکعت نماز پڑھی۔

ذرا غور تو کیجئے اس باخدا بزرگ نے بے روپے پیسے کے نیکی میں دولتمندوں کا مقابلہ کرنے کیلئے کتنا کامیاب طریقہ ایجاد کیا، سبحان اللہ۔

حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نماز عشاء کے بعد تمام رات قیام میں گذار دیتے لوگوں نے پوچھا حضرت عشاء کے بعد سے تمام رات صرف قیام میں گذار دینا کیسی نماز ہے؟

آپ نے فرمایا جب میں قیام کرتا ہوں تو مجھ پر عظمت الٰہی اسطرح غالب ہو جاتی ہے کہ مجھ میں رکوع و سجود کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی۔

حضرت شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چور آیا اور آپ کے کاندھوں سے چادر اتار کر جانا چاہتا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ سوکھ گئے۔ چور نے خوف زدہ ہو کر چادر آپ کے کاندھے پر ڈالدی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے معذرت کی آپ نے فرمایا کہ خدا کی عزت کی

قسم انجمہ کو نہ اسکی خبر ہوئی کہ کوئی کب چادر لے گیا نہ اسکی کہ چادر کب واپس آگئی۔ پھر آپ نے دعا کی اور چور کے ہاتھ درست ہو گئے۔

حضرت شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر مکہ معظمہ میں بسر کی آپ رات کو بعد نماز عشاء نوافل میں صبح تک پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔ آپ تیس برس تک کعبہ کے "میزاب رحمت" کے نیچے بیٹھے رہے اور اس زمانہ میں دن رات میں صرف ایکبار وضو کرتے تھے اور ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ مسجد میں جا کر با جماعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ تنہا فرض نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو اس کے متعلق فرمایا کہ ہیبت الٰہی سے میرا یہ حال ہو گیا کہ قریب تھا کہ میری جان نکل جائے۔ یہ ہیبت ایسی تھی جو ایسے شخص پر طاری ہو جاتی ہے جسے بادشاہ کے سامنے فیصلہ کے وقت ایسی حالت میں تنہا پیش کیا جائے جب بادشاہ فیصلہ کے لئے بیٹھا ہو اور اس کے پیچھے اس کی فوج سطوت شاہی سے ہیبت زدہ کھڑی ہو۔

آپ فرمایا کرتے تھے میں اپنے کو نماز میں اللہ کے سامنے اس طرح پاتا ہوں جیسے مجرم شاہی دربار میں پیش ہو اس پر فرد جرم ثابت ہو چکی ہو اور بادشاہ نے اس کے حق میں کسی قسم کی سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔

حضرت ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایسا پھوڑا نکل آیا تھا کہ ہاتھ کاٹ دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ جراحوں نے کہا، ہاتھ کٹوا دیجئے، آپ اس پر رضامند نہ ہوئے آپ کے مریدوں نے جراح سے کہا کہ جب حضرت نماز پڑھنے لگیں تو تم ہاتھ کاٹ لینا۔ جراح نے نماز کی حالت میں ہاتھ کاٹ لیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔

حضرت ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ رے کی جامع مسجد میں مقیم تھے وہاں آپ پیچش میں مبتلا ہو گئے اور پیچش اتنی بڑھ گئی کہ دن میں ۔۔ بار رفع حاجت کو جاتے اور ہر بار غسل کر کے دو رکعت نماز ادا فرماتے

اسی حالت میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

محمد بن اسحٰق ایک باخدا بزرگ حضرت عبدالرحمٰن بن اسود کا حال بیان کرتے ہیں کہ وہ حج کو گئے تو ان کے ایک پاؤں میں تکلیف تھی لیکن وہ عشا کے بعد ایک ہی پاؤں کے سہارے کھڑے ہوگئے اور صبح تک ایک ہی پاؤں پر کھڑے نماز پڑھتے رہے۔ اسی وضو سے انھوں نے فجر کی نماز پڑھی۔

حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ذوق و شوق کا یہ حال ہوجاتا کہ ایک رکعت میں سورہ بقرہ سے لیکر سورہ مزمل تک پڑھ ڈالتے۔ ایکبار اتفاق سے ایک صاحب آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوگئے تھے وہ غش کھا کر گر پڑے۔

حضرت قاسم بن راشد رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ کے قریب مقام محصب میں رہتے تھے ایک بزرگ حضرت زمعہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے ان کی بیوی اور بیٹیاں بھی ساتھ تھیں وہ رات کو لمبی لمبی نمازیں پڑھتے جب رات کا پچھلا پہر ہوتا تو اپنے متعلقین کو زور زور سے آواز دیتے۔

"ارے مسافرو! کیا تم تمام رات سوتے ہی رہو گے؟ اٹھو چلو"

اس پکار پر سب متعلقین بیدار ہوجاتے۔ اسکے بعد کوئی وضو کرنے لگتا۔ کوئی نماز میں مصروف ہوجاتا۔ کوئی کسی گوشے میں بیٹھ کر خدا کو یاد کرتا اور روتا اور کوئی قرآن مجید پڑھتا جب صبح ہوجاتی تو فرماتے "رات کے مسافر صبح کو ٹھہرا کرتے ہیں" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وأمر اهلك بالصلوٰة والزكوٰة — اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرو۔

حضرت زمعہ اس حکم الٰہی کی تعمیل کرتے تھے۔

حضرت سید محمد عرفان رحمۃ اللہ علیہ جماعت کے اتنے سخت پابند تھے کہ بیماری کی حالت میں جماعت ترک نہ کرتے آخر عمر میں چلنے کی طاقت باقی نہ تھی اس حالت میں گھسٹتے ہوئے جماعت کی شرکت کیلئے جاتے۔ انتہا یہ کہ مرتے ہوئے بھی جماعت نہ چھوڑی، بدن کے نچلے حصے سے روح نکل چکی تھی مگر امام کے

پیچھے بیٹھے اشارے سے نماز پڑھ رہے تھے امام نے سلام پھیرا تو آپ کو لٹا دیا گیا اس حالت میں بھی تسبیح تھی اور انگلیوں کی حرکت اس وقت تک جاری رہی جب تک روح جسم سے جدا نہ ہو گئی۔

حضرت فرقد سبخی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ایک مرتبہ آپ کچھ تاخیر کے ساتھ مسجد میں پہنچے پہلی صف میں جگہ نہ مل سکی اور دوسری صف میں نماز ادا کی، اس پر آپ کو خیال ہوا کہ لوگوں نے مجھے پہلی صف کی بجائے دوسری صف میں دیکھ کر کیا سوچا ہو گا؟ اس خیال کے آتے ہی آپ نے اپنے نفس سے کہا: "اچھا، تو اس لئے پہلی صف میں نماز پڑھنے کی کوشش کرتا تھا کہ لوگ تیری عظمت کریں؟"

آپ نے صرف ملامتِ نفس ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ گزشتہ چالیس برسوں کی نماز کی قضا ادا کی۔ یہ ہیں اللہ کے مخلص بندوں کا کیرکٹر، ہم کو ان کے اخلاص سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ نفس بڑا دھوکا باز ہے وہ بڑی ہوشیاری سے ہمارے کئے دھرے کو غارت کر دیتا ہے اور ہمیں خبر نہیں ہوتی۔

حضرت حاتم زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بزرگ عصام رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت حاتمؒ نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آ جاتا ہے اول نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنی ہے اور نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پلصراط پر ہے داہنی طرف جنت ہے، بائیں طرف دوزخ ہے موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے، پھر کوئی نماز شاید میسر نہ ہو اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اسکے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں، پھر معنی کو سوچ کر قرآن شریف پڑھتا ہوں، اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اسکے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال کے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں

حضرت عصام نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں؟

حضرت حاتم نے کہا تیس برس سے۔

حضرت عصام رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت حاتم کی جماعت فوت ہو گئی جس کا بے حد اثر تھا ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی، اسپر رونے لگے اور یہ فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے تو جماعت ہو چکی تھی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ اس نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خواہ جاڑے ہوں یا گرمی سفر ہو یا حضر اکثر پچھلی آدھی رات اور کبھی پچھلی تہائی رات میں اٹھ کر اسوقت کی مسنونہ دعائیں پڑھتے پھر کمال احتیاط کے ساتھ وضو کرتے اور اسکے بعد تہجد میں مشغول ہو جاتے اور نماز نہایت اطمینان اور حضور جمعیت کے ساتھ اس طرح ادا کرتے جو تائید الٰہی کے بغیر عام بشری حالات میں دشوار ہے۔ آپ اکثر تہجد میں سورہ یٰسین پڑھتے اور کبھی کبھی اتنی مرتبہ سورہ یٰسین پڑھنے کی نوبت آجاتی۔ آخر عمر میں اکثر نمازوں میں ختم قرآن کا شغل رکھتے تھے۔

آپ کے مشہور خلیفہ خواجہ عبدالواحد لاہوری کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت مجدد صاحب نے فرمایا۔ کیا جنت میں نماز نہ ہوگی!

کسی نے عرض کیا حضرت جنت تو دار الجزاء ہے نہ کہ دار العمل، پھر وہاں نماز کیوں ہونے لگی!

یہ سنکر آپ بڑے درد کے ساتھ روئے اور فرمایا پھر بغیر نماز کے وہاں کیسے گذرے گی؟"

اللہ اکبر! حضرت مجددؒ کو نماز میں جو لذت حاصل ہوتی تھی۔ اسکے مقابلے میں ان کے نزدیک جنت کی نعمتیں ہیچ تھیں یہ تھی اپنے مولا کے قرب و حضوری کی لذت۔ انھیں لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

ورضوان من اللہ اکبر ان کے لئے جنت کی نعمتوں سے بھی بڑھکر ایک چیز ہوگی اور وہ اللہ کی رضا و خوشنودی بلاشبہ جنت کے مالک کی خوشنودی جنت سے بھی بڑی چیز ہے۔

سنت کی خدمت بھی کرتے، مسلمانوں کے اعمال و اخلاق اور دین کو صحیح راہ پر قائم رکھنے میں بھی کوشاں رہتے، بر سر موقع خلفاء و سلاطین کو پند و نصیحت بھی فرماتے اور وقت آنے پر حجرۂ عبادت اور حلقۂ درس کو چھوڑ کر جہاد کے لئے بھی نکل کھڑے ہوتے۔ دوسرے لفظوں میں ان کی زندگی ہمہ جہتی تھی لیکن ان میں کچھ بزرگوار ایسے بھی تھے جو خلفاء، امراء کے طرزِ عمل اور مسلمانوں کی عام روش سے برداشتہ خاطر ہو کر صرف عبادت و ریاضت کیلئے وقف ہو گئے تھے۔

اور بعد کے زمانے میں مسلمانوں پر دنیا اور بھی غالب آگئی تھی، اور مسلمان خلفاء و سلاطین کا حال اور بھی خراب ہو گیا تھا اسلئے بزرگانِ دین میں جو ائمہ مجتہدین تھے وہ تو عبادت و ریاضت کے ساتھ اپنا تمام تر وقت قرآن و حدیث اور فقہ کی خدمت میں صرف کرتے تھے اور کچھ حضرات خلفاء و سلاطین کے درباروں سے بالکل کنارہ کش ہو کر ذاتی عبادت و ریاضت اور زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی اصلاحِ اخلاق اور تزکیہ و تصفیہ میں مصروف ہو گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اولیاء کرام و صوفیائے عظام کو غیر معمولی شب بیداری، مسلسل و متواتر روزے اور شدید عبادت و ریاضت کی حالت میں پاتے ہیں۔

اس تفصیل و وضاحت کے ساتھ ہمیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ صحابہ کرام اور دوسرے طبقوں کے بزرگوں میں عبادت و ریاضت کے اعتبار سے جو فرق پایا جاتا ہے اسکے وجوہ و اسباب کیا ہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلامی زندگی کا مکمل نمونہ صحابہ کرام تھے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ نماز کی اصل اہمیت ہر دور میں یکساں رہی اسکی اہمیت خود حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس عمل سے سمجھا دی تھی اور بتا دیا تھا کہ نماز کے بغیر دین اور خدا پرستی کی راہ میں ایک قدم بھی نہیں اٹھایا جا سکتا اور حقیقی نماز وہی ہے جو خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جائے یہی نماز مسلمانوں میں اسلام کی صحیح روح پیدا کرتی ہے ایسی ہی نماز سے مسلمانوں کے اعمال و اخلاق سنور سکتے ہیں ایسی ہی نماز سے دل میں خدا کے خوف اور اسکی محبت کی تخلیق اور نشو و نما ہوتی ہے اور ایسی ہی نماز خدا کے قرب و حضوری اور اسکی رضا و خوشنودی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

آج زمانہ پھر مسلمانوں سے مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی پیروی میں خشوع و خضوع کی نماز اختیار کریں اور اسکے ذریعہ اپنے اندر استعداد و صلاحیت پیدا کر کے دین کو صحیح صورت میں قائم کرنے، دنیا سے بدی کو مٹانے اور نیکی پھیلانے کیلئے اٹھیں اسی طریقہ سے ان پر خدا کا فضل و کرم ہو سکتا ہے، ان کی موجودہ ذلت و پستی دور ہو سکتی اور عزت و سربلندی حاصل ہو سکتی ہے